بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیم الایمان

اللہ کیسی تخلیق کرتا ہے

تصنیف
عبداللہ صدیقی
〈ریسرچ اسکالر آف ایمانیات〉

زیر سرپرستی
مولانا محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری
استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم سبیل السلام، حیدرآباد

ناشر
عظیم بک ڈپو د، نزد جامع مسجد دیو بند، یوپی (انڈیا)

حق طباعت غیر محفوظ

(بغیر کسی تبدیلی کے چھپوانے کی اجازت ہے)

نام کتاب: اللہ کیس تخلیق کرتا ہے
تصنیف: عبداللہ صدیقی
زیر سر پرستی: مولانا محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری
سنہ طباعت: ۲۰۱۰ء
کتابت: محمد احسان اللہ (الکوثر کمپیوٹر سنٹر) 9292909141
تعداد: ۵۰۰

حیدرآباد آندھرا پردیش میں کتابیں ملنے کا پتہ
officemate Stationery
Beside Ganga-jamuna Hotel,
Opp: Mahdi Function Hall, Lakdi ka Pull, Hyderabad A.P
Cell: 9391399079, 9966992308

ناشر
عظیم بک ڈپو نزد جامع مسجد دیو بند، یوپی۔انڈیا

اگر آپ اپنے بچوں میں اللہ تعالیٰ کا تعارف کروا کر شعوری ایمان اور حقیقی ایمان پیدا کرنا چاہتے ہیں تو تعلیم الایمان کے تمام حصوں کو تھوڑا تھوڑا پڑھ کر سمجھایئے اور ان کو حقیقی ایمان والا بنایئے۔

فہرست عناوین

اللہ تعالیٰ کون ہے؟	5
اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے	6
فرشتوں کی تخلیق پر غور کیجئے!	7
آسمانوں کی تخلیق پر غور کیجئے!	9
زمین کی تخلیق پر غور کیجئے!	10
سورج، چاند اور ستاروں کی تخلیق پر غور کیجئے!	11
اللہ تعالیٰ مختلف جگہوں پر رہنے والی مخلوق پیدا کیا ہے	12
ہر جنس کی مخلوق کو مختلف جسم دے کر بنایا ہے	12
روشنی، ہوا اور پانی کو بے رنگ بنایا	13
ماں کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ کے تخلیقی نظام پر غور کیجئے	13
تمام جانداروں کی پیدائش پانی کے قطروں سے ہو رہی ہے	14
انسان بندر سے ترقی کر کے انسان نہیں بنا	15
جاندار، پانی کے دو قطروں میں بے حیثیت اور بے نام چیز ہوتا ہے	17
خلیات سے جاندار بننے کا عمل	18
ذرا غور کیجئے کہ خلیات اللہ تعالیٰ کے کیسے ہدایت یافتہ ہوتے ہیں؟	20
ہاتھوں کی تخلیق پر غور کیجئے	20

پیروں کی تخلیق پر غور کیجئے	21
سینگوں اور دانتوں کی تخلیق پر غور کیجئے	23
بالوں کی تخلیق پر غور کیجئے	24
جانداروں کے قد اور اعضاء کے بڑھنے پر غور کیجئے	25
مختلف اعضاء کی بناوٹ پر غور کیجئے	26
جانداروں کی جلد (کھال) کی تخلیق پر غور کیجئے	28
آنکھوں کی تخلیق پر غور کیجئے	29
تمام جسمانی اعضاء ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں	30
اللہ تعالیٰ نے جانداروں کا جسم چلتی پھرتی اور بات کرتی مشینیں بنایا ہے	30
انسانوں کی مختلف شکلوں کی تخلیق پر غور کیجئے	31
انڈوں سے پیدا ہونے والے جانداروں پر غور کیجئے	32
اللہ تعالیٰ کی صفتِ تخلیق کو شتر مرغ میں غور کیجئے	38
اللہ تعالیٰ کی صفتِ تخلیق کو سانپ میں غور کیجئے	39
اللہ تعالیٰ کی تخلیقی صفت کو کچھوے (Turtle، تامبیل) میں غور کیجئے	40
درختوں اور پودوں کی تخلیق پر غور کیجئے	41
خلیوں اور ہارمونس پر غور کرو	43
ہارمون جانداروں اور نباتات میں باقاعدگی پیدا کرتے ہیں	46

☆☆☆

اللہ کیسی تخلیق کرتا ہے

الْحَمْدُ للّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

ساری تعریف اور شکر اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے عالموں کا پالنے والا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیٍّ قَدِیْرٌ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اَلا لَہٗ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ اللہ ہی تخلیق کرنے اور حکم دینے والا ہے۔

اَللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ اللہ ہی شہنشاہ کائنات ہے۔

اللہ تعالیٰ کون ہے؟

(۱) اللہ تعالیٰ پوری کائنات کے ذرّے ذرّے کا بنانے اور پیدا کرنے والا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ پوری کائنات کے ذرے ذرے کا پالنے اور پرورش کرنے والا ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ پوری کائنات کے ذرے ذرے پر مکمل قدرت رکھنے والا ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ پوری کائنات کے ذرے ذرے پر حکومت کرنے والا شہنشاہ ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ ہی پوری کائنات کے ذرے ذرے کا اکیلا مالک ہے۔

اس کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں جو بنائے اور پیدا کرے، جو پالے اور پرورش کرے اور جو مکمل قدرت رکھے اور جو ہر چیز پر حکومت کرے اور جو اکیلا مالک ہو۔

☆ جو اکیلا بنانے اور پیدا کرنے والا ہو، جو اکیلا ہی پالنے اور پرورش کرنے والا ہو، جو اکیلا ہی مکمل قدرت رکھنے والا اور کنٹرول کرنے والا ہو اور جو اکیلا ہی حاکم ہو، وہی مالک بن سکتا ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ ہی اکیلا مالک کائنات ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے

"قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْ أَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی"

(موسیٰ نے کہا) ہم سب کا رب وہی ہے جس نے ہر چیز کو اس کے مناسب بناوٹ عطا فرمائی پھر رہنمائی فرمائی۔ (طٰہٰ:۵۰)

اللہ تعالیٰ پوری کائنات کے ذرے ذرے کا بنانے اور پیدا کرنے والا ہے، جو بنانے اور پیدا کرنے والا ہو، وہ خالق کہلاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا خالق نہیں، خالق کے ایک معنی ہر چیز کی تقدیر لکھنے والا بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں آسمان، زمین، سورج، چاند، ستارے، سیارے، ہوا، پانی، آگ، درخت، پودے، پہاڑ، دریا، سمندر، جانور، انسان، جنات، فرشتے اور معدنیات وغیرہ سب کچھ اکیلے پیدا کیا، تمام چیزیں بنانے اور پیدا کرنے میں کوئی دوسرا اس کے ساتھ شریک نہیں ہے۔

سوال: کیا انسان خالق نہیں کہلا سکتا؟

جواب: اب سوال یہ ذہن میں آسکتا ہے کہ انسان بہت ساری چیزیں ؛ موٹر، موٹر سائکل، جہاز اور مشینیں وغیرہ بناتا ہے کیا وہ بھی خالق نہیں کہلا سکتا؟

انسان خالق نہیں کہلا سکتا؛ اس لئے کہ وہ جتنی چیزیں بناتا ہے، وہ سب اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں اور میٹیریل سے بناتا ہے؛ اس لئے وہ خالق نہیں ہوسکتا، اگر انسان کو میٹیریل نہ ملے، ہاتھ، پاؤں اور دماغ نہ ہو، علم نہ ملے، تو وہ کچھ بھی نہیں بنا سکتا۔ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ دماغ، سمجھ اور علم اللہ تعالیٰ انسانوں کو چیزیں بنانے کے لئے دیتا ہے، انسان تمام اوزار اللہ تعالیٰ کے میٹیریلس سے حاصل کرتا ہے؛ اس لئے وہ خالق نہیں ہے مثلاً:

☆ لکڑی کو اللہ تعالیٰ درختوں میں پیدا کرتا ہے، انسان اس لکڑی کی مدد سے، دروازے، کھڑکیاں، میز، کرسیاں اور دوسرے سامان بناتا ہے۔

☆ لوہا اللہ تعالیٰ نے بنایا اور پیدا کیا۔ انسان اس لوہے سے مختلف سامان بناتا ہے۔

سونا، چاندی، تانبا، پیتل اور دوسرے معدنیات اللہ نے پیدا کی ہیں، انسان ان سے مختلف چیزیں بنالیتا ہے۔

☆ ہواؤں کی لہروں سے ٹیلیفون، ٹی وی اور دوسرے آلات ایجاد کیا، پانی کی بھاپ اور پٹرول و ڈیزیل سے ریل گاڑیاں اور ہوائی جہاز چلاتا ہے، ٹرک، لاری اور موٹروں میں ہوا بھر کر انہیں دوڑاتا ہے۔ ہواؤں کی مدد سے سمندروں میں کشتی چلاتا ہے، غرض انسان جتنی چیزیں بناتا ہے اس کے لئے اس کو میٹیریل چاہئے، اسباب (source) چاہئے۔ ان کے بغیر وہ کچھ بھی نہیں کرسکتا۔ مگر اللہ تعالی کو کوئی بھی چیز بنانے اور چلانے کے لئے نہ میٹیریل چاہئے اور نہ کوئی source چاہئے۔ وہ بغیر اسباب کے صرف کلمہ ''کُن'' کہنے سے چیز بن جاتی ہے، کائنات کی کوئی چیز نہ اپنے آپ بنی اور نہ اتفاقاً وجود میں آئی؛ بلکہ اللہ تعالی کے بنانے سے بنی ہے، اس میں کسی دوسرے کا دخل نہیں ہے۔

انسان جتنی چیزیں بناتا ہے وہ اس کو نقصان بھی پہونچا سکتی ہیں، اس کو ختم بھی کرسکتی ہیں یا اس پر حاوی ہوسکتی ہیں۔ مثلاً بندوق، زہر، بم، چاقو، تلوار، ہوائی جہاز، موٹر اور بلڈنگ وغیرہ؛ مگر اللہ تعالی جتنی چیزیں بناتا ہے، وہ نہ اللہ تعالی پر حاوی ہوسکتی ہیں نہ اللہ تعالی کو نقصان پہونچا سکتی ہیں اور نہ اللہ تعالی کے کنٹرول سے باہر نکل سکتی ہیں اور نہ اللہ تعالی کو مجبور کرسکتی ہیں مثلا:

فرشتوں کی تخلیق پر غور کیجئے!

اللہ تعالی نے کروڑہا فرشتے پیدا کئے۔ پھر فرشتوں کو اتنی طاقت بھی عطا فرمائی کہ وہ اللہ کے حکم سے کوئی بھی شکل اختیار کرسکتے ہیں، ان کو اللہ نے اتنا طاقتور بنایا کہ وہ قیامت کے دن جہنم کو زنجیروں سے جکڑ کر میدان حشر میں لائیں گے۔ وہ خدا کے حکم سے زمین کے کسی بھی حصہ کو اٹھا کر پلٹا سکتے ہیں۔ پہاڑوں کو اٹھا کر لڑھکا سکتے ہیں، ذرا غور کرو! پہاڑوں پر بڑی بڑی چٹانیں کیا انسان کی بنائی ہوئی کرینوں (Crains) نے رکھی ہیں، وہ اتنی بڑی اور وزنی ہیں کہ کئی سو انسان مل کر بھی انہیں نہ اٹھا سکتے اور نہ ہلا سکتے ہیں، زمین پر جتنے پہاڑ ٹھہرائے گئے آخر وہ کس کے حکم سے رکھے گئے ہیں، تمام پہاڑوں کو اللہ کے حکم سے جمایا گیا ہے، اللہ تعالی نے

ایک فرشتے کو ہزاروں انسانوں اور جنات کے برابر طاقت دی ہے، حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو تباہ کرنے کے لئے صرف دو فرشتوں کو بھیجا، دوزخ پر صرف انیس (۱۹) فرشتے رہیں گے۔ ایک فرشتے میں اتنی طاقت دی کہ وہ بحکم الٰہی تمام جانداروں کو موت دے سکتا ہے، ہر روز دنیا میں ایک ہی وقت اور ایک ہی لمحہ میں ہر علاقے میں کئی کئی جاندار موت کے گھاٹ اتر جاتے ہیں۔ زلزلے اور طوفان میں وہ فرشتہ ایک ہی وقت میں ہزاروں انسانوں کی روح قبض کرلیتا ہے۔ آسمان سے بارش برسانے کے لئے ایک فرشتے کو مقرر کیا گیا۔ اللہ کے حکم سے وہ اتنی زوردار طوفانی بارش برساتا ہے جس سے زمین پر تباہی مچ جاتی ہے۔ سمندروں میں جب غضب بھڑکتا ہے تو دنیا کی کوئی حکومت سمندروں کے پانی کو زمین پر آنے سے نہیں روک سکتی، ایک فرشتے کو صور پھونکنے کی طاقت دی گئی ہے، جس کے صور پھونکنے سے پوری دنیا ختم ہو جائے گی اور دنیا کا نظام تہس نہس ہوجائے گا، اللہ کے حکم سے پھر اسی کے صور پھونکنے سے شروع سے آخر تک انسان قبروں سے زندہ کھڑے ہوجائیں گے اور ساری دنیا کا نظام ختم ہوجائے گا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کو تمام فرشتوں کا سردار بنایا گیا، ان کی شکل و ہیئت کو اصلی حالت میں رسول اللہ ﷺ کو دو مرتبہ دکھایا گیا، ان کی شکل وصورت آسمان سے زمین تک تھی اور ۶۰۰ بازو تھے، جن کے پر زمین کے مشرق ومغرب کو گھیرے ہوئے تھے، تمام فرشتوں کی تیز رفتاری کا یہ عالم ہے کہ وہ منٹوں اور سکنڈوں میں فضاء، خلا اور آسمانوں میں تیرتے اور کائنات کا انتظام اللہ کے حکموں سے پورا کرتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی منٹوں اور سکنڈوں میں ساتوں آسمان پر سے زمین پر آتے تھے، اتنے طاقتور ہونے کے باوجود وہ معراج کے موقع پر کہتے ہیں کہ اگر میں سدرۃ المنتہی سے آگے بڑھ گیا تو میرے پر جل کر راکھ ہوجائیں گے، وہ بھی اللہ تعالی کے سامنے دم نہیں مار سکتے، بے حیثیت ہیں، ایک لمحہ کے لئے بھی تمام فرشتے نافرمانی نہیں کرسکتے اور نہ اللہ تعالی کو مجبور کرسکتے ہیں، بے شک فرشتے اللہ تعالی کی تخلیق کے شاہکار ہیں۔

آسمانوں کی تخلیق پر غور کیجئے!

ذرا سروں پر نظر آنے والے آسمان پر غور کرو جو بے انتہا بڑا لمبا اور چوڑا ہے، جس میں دروازے بھی ہیں، اللہ تعالی نے ایسے سات آسمان ایک پر ایک بنائے، سائنس کہتی ہے کہ یہ دھواں ہے؛ مگر یہ دھواں نہیں، دھویں میں دروازیں کیوں کر ہوتے ہیں؟ حضور ﷺ جب معراج میں تشریف لے گئے تو آسمانوں کے ہر دروازے سے گزرے۔ جس طرح زینے پر چڑھتے ہیں اسی طرح براق سے آسمانوں کو عبور کرنا پڑا۔ تمام سات آسمانوں کا فاصلہ بے انتہاء دور دور ہے، جو آسمان زمین سے قریب ہے، اللہ تعالی نے اسے سیاروں، ستاروں سے سجایا ہے۔

ذرا غور کیجئے! اتنے بڑے وزنی آسمانوں کو اللہ تعالی نے بغیر مزدور، بغیر کوئی سامان اور بغیر انجینئر کے بنایا ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں خود فرمایا ہے: اس نے سات آسمان بنائے؛ اس لئے آسمانوں کے ہونے پر ایمان لانا ضروری ہے وہ دھواں نہیں ہیں۔

آسمانوں کی دوری، لمبائی، چوڑائی اور وزن کا اندازہ لگانا انسانوں کے بس کی بات نہیں۔ وہ آسمان جو زمین سے قریب ہے دنیا میں ہر جگہ نظر آتا ہے، سمندوروں میں نظر آتا ہے، ریگستانوں میں نظر آتا ہے، جنگلوں، شہروں، اور گاؤں میں نظر آتا ہے۔ ایسے زبردست آسمان پر جب بجلی چمکتی ہے تو وہ دہل جاتا ہے، اللہ تعالی اسے بغیر ستونوں کے، بغیر سہارے کے، ہمارے سروں پر چھت بنا کر ہزاروں سالوں سے کھڑا کئے ہوا ہے اور وہی نہیں اس کے ساتھ سورج، چاند، ہزاروں سیارے اور ستارے بھی رکھا ہے۔ وہ لاکھوں برسوں سے انسانوں اور دوسری تمام مخلوقات کے سروں پر ٹھہرے ہوئے ہیں، آسمان کبھی پرانا اور بوسیدہ نظر نہیں آتا اور نہ ہی کمزور ہوتا ہے۔ ہر روز تازہ اور نیا نظر آتا ہے، اللہ تعالی نے اس میں یہ شان رکھی ہے کہ دن میں ایک طرح کا اور رات کو ایک طرح کا نظر آتا ہے، بے شک آسمان اللہ تعالی کی تخلیق کا کمال ہے، **لَا خَالِقَ اِلا اللّٰہ** اللہ کے سوا کوئی دوسرا خالق نہیں، انسان دس بارہ فٹ کی ایک چھت بغیر پلروں کے نہیں بنا سکتا اور وہ چھت سو دو سو سالوں میں بوسیدہ اور کمزور پڑ جاتی ہے، پلر کمزور

ہو جائیں یا زیادہ وزن بڑھ جائے تو گر جاتے ہیں، ہمیشہ اس کو مرمت داغ دوزی کی ضرورت پڑتی ہے، اگر دیکھ بھال نہ کی گئی تو وہ پرانے ہو جاتے ہیں، لوہا زنگ آلود ہو کر سمنٹ، ریت چھوڑ دیتا ہے اور چھت گرنا شروع ہو جاتی ہے۔

زمین کی تخلیق پر غور کیجئے!

اللہ تعالی نے زمین بنائی اور زمین کو لوہے کی طرح سخت بنایا اور نہ ہی روئی کی طرح نرم بنایا؛ بلکہ اس کو اس طرح بنایا جس پر انسان روڈ بنا سکتا ہے، بڑی بڑی بلڈنگیں بنا سکتا ہے، زراعت کر سکتا ہے، تالاب اور نالے اور نہریں بنا سکتا ہے، چمن اور باغات لگا سکتا ہے، اللہ تعالی نے اس کو اتنا نرم بنایا کہ چیونٹی، کچھوا اور کیڑے مکوڑے سوراخ بنا کر رہ سکتے ہیں، پھر اللہ نے زمین کو ایسا بنایا کہ وہ ہزاروں مخلوقات کے رہنے کی جگہ بن گئی۔ کئی مخلوقات کے رہنے کی گود بن گئی۔ درخت بھی اسی پر اگتے ہیں، پہاڑ بھی اسی پر ٹھہرے ہوئے ہیں، جانور اسی پر رہتے ہیں، انسان اور جنات اسی پر رہتے ہیں، دریا، سمندر، ندی اور نالے اسی پر بنے ہیں، وہ تو بے انتہا بوجھ سنبھالے ہوئی ہے اللہ تعالی نے زمین کو آسمان کی طری مسطح نہیں بنایا؛ بلکہ پہاڑوں، وادیوں، میدانوں کے ذریعہ اونچ نیچ اور نشیب وفراز رکھا۔ اگر آسمان کی طرح مسطح ہوتی تو جانداروں اور خاص طور پر انسانوں کے لئے بہت مشکل ہو جاتی۔ اللہ تعالی نے انسانوں کو یہ توفیق دی کہ وہ زمین کے مختلف حصوں کے نام رکھیں؛ چنانچہ انسانوں نے زمین کے مختلف حصوں کے نام، ملکوں کی شکل میں رکھے، پھر ملکوں کو شہروں، گاؤں اور محلوں میں بانٹ کر ان کے بھی نام رکھے جس کی وجہ سے دنیا میں ہم کسی بھی ملک اور کسی بھی شہر یا گاؤں اور محلے میں آسانی سے چلے جاتے ہیں اور اپنے محلے اور گاؤں اور شہر کو اچھی طرح پہچان لیتے ہیں اور انسان تو کیا انسانوں کے خطوط بھی پہنچ جاتے ہیں۔ ہر جگہ آسمان نظر آتا ہے، دنیا میں جہاں جہاں آسمان نظر آئے ہم اس کو پہچان نہیں سکتے کہ یہ کس ملک اور کس شہر کا آسمان ہے، اس لئے کہ سائنس کہتی ہے کہ زمین گردش کرتی رہتی ہے، اس لئے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ عرب کا آسمان ہے یا ایران کا آسمان ہے یا ہندوستان کا آسمان ہے۔ اسی طرح اگر انسان ریگستان

میں چلا جائے اور ستاروں کی گردش سے واقف نہ ہو تو بھٹک کر موت کے گھاٹ اتر جائے گا۔ سمندروں میں بھی ہم جگہ پہچان نہیں سکتے، مگر زمین کے نشانات اور اس کے ناموں سے فوراً پہچان لیتے ہیں۔ اگر زمین بھی آسمان کی طرح مسطح ہوتی تو انسان اس پر ہر روز بھٹکتا رہتا تھا، اور مسطح ہوتی تو اس پر تالاب، ندی، نالے، دریا اور سمندر نہ ہوتے۔ اتنی طاقتور اور وزنی زمین کو اللہ تعالی زلزلوں کے ذریعہ ہلا دیتا ہے اللہ تعالی کے سامنے اس کی بھی کوئی حیثیت نہیں زمین اللہ تعالی کی تخلیق کا شاہکار ہے۔

سورج، چانداور ستاروں کی تخلیق پر غور کیجئے!

اللہ تعالی نے مخلوقات کی پرورش ونگہداشت کرنے کے لئے سورج، چانداور ستارے بنائے۔ سورج کو انتہائی روشن، تیز اور گرم بنایا۔ چاند کو انتہائی ٹھنڈا اور ہلکی روشنی والا بنایا۔ جانداروں کو تھکان دور کرنے اور تازہ دم ہونے کے لئے نینداور آرام کرنا ضروری ہے، نیند آنے کے لئے نیند کا ماحول پیدا کرنا ضروری ہے، جس طرح study (اسٹڈی) کرنے کے لئے خاموشی اور پڑھنے لکھنے والوں کا ماحول چاہئے۔ اسی طرح نیند حاصل کرنے کے لئے نیند کا ماحول بنانا ضروری ہے، چیخ وپکار اور اجالا ہو تو نیند نہیں آسکتی، اللہ تعالی نے رات بنا کر چاند کے ذریعہ نیند کا ماحول پیدا کیا۔ رات آنے سے تقریباً تمام ہی جاندار خاموش ہو جاتے ہیں اور آرام کرتے ہیں، پھر دن نکال کر، روشن کر کے مخلوقات کے لیے روزی کمانے کا ماحول بنایا۔ یہ صرف اللہ تعالی کی تخلیق کا کمال ہے کہ وہ آدھی دنیا میں سورج کو روشن رکھتا اور آدھی دنیا کو نیند عطا فرماتا ہے۔

اس نے سورج، چانداور ستاروں کو زمین سے اتنے ہی فاصلے پر رکھا جتنا جانداروں کی زندگی کے لئے ضروری تھا۔ اگر سورج قریب آجاتا تو زمین کے تمام جاندار، درخت، پودے سب جل جاتے اور اگر سورج دور ہو جائے تو زمین پر برف ہی برف جم جائے۔ سورج، چاند اور ستارے اللہ تعالی کی تخلیق کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں ان کی وجہ سے زمین کا نظام اعتدال کے ساتھ چل رہا ہے۔ وہ ہر روز اللہ تعالی کے حکم سے نکلتے اور اللہ تعالی کے حکم سے غروب ہوتے

ہیں، وہ اللہ تعالی کی انتہائی فرمانبردار مخلوق ہے، اس لئے ان میں ڈسپلین ہی ڈسپلین ہے، اتنے زبردست سورج اور چاند پر اللہ تعالی گہن لا کر بے نور بھی بنا دیتا ہے، سورج، چاند، ستارے، اور سیارے اللہ تعالی کی تخلیق کے شاہکار ہیں۔

اللہ تعالی مختلف جگہوں پر رہنے والی مخلوق پیدا کیا ہے

اللہ تعالی کی تخلیق کا کمال دیکھئے کہ اس نے کسی مخلوق کو زمین پر رہنے کے قابل بنایا، کسی کو زمین کے اندر رہنے کے قابل، کسی کو درختوں پر رہنے کے قابل، کسی کو ریت میں رہنے کے قابل، کسی کو پہاڑوں پر رہنے کے قابل، کسی کو برفانی علاقوں میں رہنے کے قابل، کسی کو پانی میں رہنے کے قابل، کسی کو جنگلوں میں رہنے کے قابل اور کسی کو ہواؤں اور خلاؤں میں رہنے کے قابل بنایا۔ فرشتے بغیر ہوا کے آسمانوں میں زندہ رہتے ہیں، "**لا خالق الا اللہ**" اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں ہے۔

ہر جنس کی مخلوق کو مختلف جسم دے کر بنایا ہے

اللہ تعالی نے کسی کو چمڑے کا جسم، کسی کو نور کا جسم، کسی کو آگ کا جسم، کسی کو پتھر کا جسم، کسی کو مٹی کا جسم، کسی کو (آکسیجن، کاربن ڈائی آکسائیڈ، ہائیڈروجن جیسی گیسوں کو) ہوا کا جسم، کسی کو پانی کا جسم، کسی کو لکڑی کا جسم اور کسی کو دھات کا جسم دیا، اس کی تخلیق کا کمال دیکھئے کہ اس نے کسی مخلوق کو پر دیئے، کسی کو بال دیے، کسی کو صرف کھال دی اور کسی کو کھال پر بال دیے، کسی کو پیدائشی طور پر کھال کے ساتھ بال دیے جو زندگی بھر تازے، نئے اور صاف ستھرے رہتے ہیں۔ انسان کو جلد (کھال) کے ساتھ لباس کے ذریعہ زینت دی۔ دوسری مخلوقات نہ لباس پہن سکتی ہیں اور نہ لباس ان کو خوبصورت نظر آتا ہے، مثلاً بندر کو لوگ کپڑے پہناتے ہیں جو اچھے نہیں لگتے۔ اللہ تعالی نے ان کو جس کھال پر اور بالوں کے ساتھ پیدا کیا ویسی خوبصورتی ہم جانوروں کو لباس پہنا کر نہیں لا سکتے ہیں، اس کی تخلیق کا کمال ہے کہ انسان کے لباس سے اس کی ذہنیت اور مزاج کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ انسان کس مزاج اور کس ذہنیت کا انسان ہے۔ کس میں متکبرانہ مزاج ہے اور کس میں شرافت وحیا ہے، کون آوارہ اور کم

ظرف ہے؟ غرض انسانوں کے مزاج الگ الگ ذہنوں کو ظاہر کرتے ہیں، شریف اور پاکیزہ لوگوں کے لباس بالکل علحدہ ہوتے ہیں۔

روشنی، ہوا اور پانی کو بے رنگ بنایا

اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا کمال دیکھئے کہ اس نے کائنات کی تمام چیزوں کو رنگ دے کر پیدا کیا ہے۔ مگر پانی، ہوا اور روشنی کو بے رنگ پیدا کیا۔ ہم ہوا اور روشنی کو نہیں دیکھ سکتے مگر پانی کو رنگ نہ ہونے کے باوجود دیکھ سکتے ہیں اور ہاتھ میں لے سکتے ہیں، ہوا کو محسوس کر سکتے ہیں، ہوا کو پانی سے بھی ہلکا بنایا اور روشنی کو ہوا سے بھی ہلکا بنایا۔ ہوا ہلکی اور لطیف ہونے کی وجہ سے دنیا کے کونے کونے میں گھومتی رہتی ہے اور جانداروں کے جسموں میں آ جا سکتی ہے اور مخلوقات کی آوازوں کو ایک ہی سکنڈ میں ایک کونے سے دوسرے کونے میں پہونچاتی ہے۔ روشنی کا یہ عالم ہے کہ بند سے بند مقامات پر بھی داخل ہو جاتی ہے۔

ماں کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ کے تخلیقی نظام پر غور کیجئے

فَلۡيَنظُرِ الۡإِنسَانُ مِمَّ خُلِقَ o خُلِقَ مِن مَّاء دَافِقٍ o يَخۡرُجُ مِن بَيۡنِ الصُّلۡبِ وَالتَّرَائِبِ o (الطارق:۵۔۷)

انسان غور کرے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے، اچھلتے پانی سے جو پیٹھ اور سینے کے بیچ کی ہڈیوں سے نکلتا ہے اس سے پیدا کیا گیا۔

انسانوں کی تخلیق پر غور کیجئے کہ وہ منی کا قطرہ بننے سے پہلے پھلوں کے ذرات، پانی کے قطرات، اناجوں کے ذرات، ترکاریوں کے ذرات، دودھ، انڈے، گوشت اور آکسیجن کے ذرات میں پھیلا ہوا تھا، اللہ تعالیٰ نے کہیں کا پانی، کہیں کی آکسیجن یعنی ہوا، کہیں کا غلہ، کہیں کا اناج، کہیں کی ترکاریاں، کہیں کے دودھ، کہیں کے انڈے اور کہیں کے گوشت کے ذرات کو ایک جگہ انسان کے جسم میں مختلف طریقوں سے جمع کر کے اس کے مواد سے منی کا قطرہ بنایا۔ جب اللہ تعالیٰ اسے مختلف بکھرے ہوئے ذرات جمع کر کے انسان اور جاندار بنا سکتا ہے، تو

مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کرنا اس کے لئے کون سا مشکل کام ہے؟ وہ تو دنیا میں ہر روز بکھرے ہوئے ذرات کو ایک جگہ کر کے ان کے رس سے ایک زبردست زندہ جاندار بنا رہا ہے، بیشک وہ جب چاہے، جس کو چاہے اور جیسا چاہے زندہ کر سکتا ہے، وہ اپنی تخلیق میں مجبور و محتاج نہیں ہے۔

انسان جب کسی کی تصویر بناتا ہے تو وہ کاغذ، لکڑی، دیوار اور مٹی پر فوٹو بناتا ہے، مگر خالق کائنات آگ، پانی اور نور پر تصویر بناتا ہے؛ چنانچہ اس نے آگ سے جنوں کی، پانی سے تمام جانداروں کی اور نور سے فرشتوں کی تصویر بنائی۔ بے شک ایسا کمال کسی میں نہیں **لَا خَالِقَ اِلا اللّٰہ**، اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں۔

اس کی تخلیق کا کمال دیکھئے کہ وہ کسی کو ماں کے پیٹ میں بناتا اور پیدا کرتا ہے، کسی کو انڈوں میں بناتا اور پیدا کرتا ہے اور کسی کو بیج سے پیدا کرتا ہے، جبکہ ماں کے پیٹ، انڈوں اور بیج میں کوئی سانچہ، آلہ اور مشین نہیں ہوتی۔ کسی کو بغیر ماں باپ کے اناج، ترکاریوں، پھلوں، گوبر اور گندگی میں پیدا کرتا ہے۔ اس نے حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کو بغیر ماں باپ کے اور حضرت عیسی علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا بیشک اس کو اپنی تخلیق میں کوئی مجبوری نہیں، **لَا خَالِقَ اِلا اللّٰہ**.

تمام جانداروں کی پیدائش پانی کے قطروں سے ہو رہی ہے

انسان ذرا غور کرے کہ وہ کس چیز سے، کیسے حقیر اور ناپاک قطرہ سے پیدا کیا گیا ہے؟ وہ قطرہ انسان کے جسم اور کپڑوں کو لگ جاتا ہے تو جسم اور کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے، وہ دنیا میں کس مقام سے باہر آ رہا ہے؟ تمام جانداروں کو وہ پیشاب، پاخانے کی جگہ سے پیدا کرتا ہے، قرآن مجید کہتا ہے کہ انسان کو مرد کی ریڑھ کی ہڈیوں اور عورت کے سینے کی ہڈیوں کے اوپر حصوں کے اچھلتے پانی کے قطروں سے پیدا کیا جا رہا ہے۔ یہ بات سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں معلوم تھی۔ آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ نبی ﷺ کو بتلائی۔ سائنس نے جیسے جیسے ترقی کی، ایک ڈیڑھ صدی پہلے پوری دنیا کو اس کا علم ہوا۔ ذرا غور کرو وہ پانی جس میں نہ کوئی قدرت ہے، نہ علم ہے، نہ ارادہ ہے اور نہ عقل و فہم ہے۔ اللہ

تعالی اپنی تخلیق سے اس کو ترقی دے کر پانچ چھ فٹ کا انسان کھڑا کرتا ہے اور پھر اس انسان میں عقل وفہم، غور وفکر اور تفکر وتدبر کی صلاحیتیں عطا کرتا ہے، ان ہی قطروں کو ترقی دے کر قوتِ حافظہ، قوت تمیز، قوت ارادی اور قوت فیصلہ دیتا ہے، جن کی بدولت انسان بڑے بڑے کارنامہ انجام دیتا ہے، اس میں حق وباطل کو پہچاننے اور اختیار کرنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے، ان ہی قطروں کو نیکی وبدی کرنے، تقوی وپرہیز گاری یا نافرمانی کرنے کی پوری پوری طاقت دیتا ہے۔ اگر ان قطروں سے پیدا ہونے والے انسان پر محنت کی گئی تو وہ بڑا عالم، سائنسداں اور ماہر فن بنتا ہے، دنیا کے لوگوں کو علم وادب سکھاتا ہے۔ دنیا پر حکومت کرتا ہے، عدالتیں قائم کرتا ہے اور اسی کے ساتھ دنیا میں خیر بھی پھیلا سکتا ہے اور اگر اس پر محنت نہیں کی گئی تو شر وفساد بھی برپا کر سکتا ہے۔ اگر اس کو سنوارا گیا تو وہ اللہ تعالی کا بہترین عبد اور بندہ بن سکتا ہے ورنہ شیطان بن جاتا ہے۔ انسان اللہ کی تخلیق کا بہترین شاہکار ہے۔

انسان بندر سے ترقی کر کے انسان نہیں بنا

سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ انسان کی تخلیق ارتقائی انداز پر ہوئی۔ وہ پہلے بندر تھا، پھر آہستہ آہستہ ترقی کر کے انسان بنا۔ یہ بات بالکل غلط ہے اگر ایسا ہے تو موجودہ زمانے کا کوئی بندر انسان کیوں نہیں بن رہا ہے؟ وہ بندر کا بندر کیوں ہے؟ انسان پہلے ہی دن سے انسان پیدا ہوا۔ اس کا آغاز انسان کی حیثیت سے ہوا۔ اس کا کسی بندر یا حیوان یا کسی غیر انسانی حالت سے کوئی رشتہ نہیں۔ اس کی تخلیق اللہ تعالی نے پوری روشنی میں کامل انسان بنا کر کی۔ ذرا غور کیجئے! بندر اور انسان میں بہت بڑا فرق ہے، بندر کے پیروں اور انسان کے پیروں میں کوئی مناسبت ہی نہیں، بندر اپنے پیروں سے بھی ٹہنیوں کو پکڑتا ہے، اس کے پیر انسان نما نہیں ہوتے۔ اس کے پیر کی انگلیاں بڑی بڑی لمبی ہوتی ہیں، انسان کے پیر کی انگلیاں چھوٹی ہوتی ہیں اور ان میں پکڑنے کی صلاحیت نہیں ہوتی، بندر اپنے ہاتھوں اور پیروں سے چلتا ہے اور دوڑتا ہے۔ انسان کی طرح صرف دو پیروں پر چلنے کا اس کا طریقہ نہیں۔ انسان دونوں ہاتھ اور دونوں پیر ٹیک کر نہ چلتا اور نہ دوڑتا ہے۔ بندر کا بچہ ہوتے ہی چل پھر سکتا ہے اور ہمیشہ ماں سے لپٹا ہوا یا اس پر

سواری کرتا ہے، انسان کا بچہ پیدا ہونے کے دو تین سالوں بعد چلتا پھرتا اور دوڑتا ہے۔

بندر انسان کی طرح بات نہیں کر سکتا۔ وہ لکھنے پڑھنے سے مجبور ہے اللہ تعالی نے انسان کو قلم دے کر لکھنا پڑھنا سکھایا اور عمدہ بات کرنا سکھایا، بندر کو سر پر کالے بال نہیں ہوتے، انسان کو ماں کے پیٹ سے سر پر کالے کالے بال ہوتے ہیں، بندر کو دُم ہوتی ہے انسان کو دُم نہیں ہوتی۔

بندر کی عادتیں اور مزاج انسان کی عادتوں اور مزاج سے بالکل الگ ہیں، وہ گوریلا ہو کر درختوں پر لٹکتا اور چھلانگ لگاتا ہے، انسان کی یہ عادت نہیں۔

بندر کے جسم کی کھال الگ اور انسان کے جسم کی چمڑی الگ ہوتی ہے، اس لئے بندر اور انسان میں کوئی رشتہ ہی نہیں۔ اللہ تعالی نے بندر کو ایک الگ مخلوق بنایا اور انسان کو ایک الگ مخلوق۔

انسان دنیا میں آنے سے پہلے ماں باپ کے پاس علٰحدہ علٰحدہ خطروں کی شکل میں ہوتا ہے، وہ باقاعدہ نو مہینوں تک مختلف مراحل سے گزرتا ہوا ماں کے پیٹ میں پرورش پاتا ہے۔ یہی حال دوسرے تمام جانداروں کا ہے۔ وہ کسی کو نو مہینوں میں کسی کو چھے مہینوں میں اور کسی کو تین یا چار مہینوں میں بنا کر پیدا کرتا ہے اور کسی کو ۲۱ سے ۶۰ دنوں میں پیدا کرتا ہے اور ماں کے پیٹ اور انڈوں میں وہ تمام اعضاء دیتا ہے، جن کے وہ دنیا کی زندگی میں محتاج ہیں۔

وہ تمام جاندار جن کو اللہ تعالی ماں کے پیٹ میں یا انڈوں سے بناتا اور پیدا کرتا ہے ان ہی قطروں کو ترقی دے کر ان سے نر بھی بناتا ہے اور مادہ بھی۔ عورت بھی بناتا ہے، مرد بھی۔ حالانکہ ان قطروں میں بظاہر کوئی فرق نہیں ہوتا؛ چنانچہ یہی پانی کے قطروں کی شکل کسی پیٹ میں ہاتھی بنتی ہے، کسی پیٹ میں گھوڑا، کسی پیٹ میں گائے، بیل، بھینس، بکری اور کسی پیٹ میں ہرن اور بندر بنتی ہے، کسی پیٹ میں شیر، ببر، کنگارو اور زیبرا بنتی ہے اور کسی پیٹ میں وہی اللہ انسانوں کو بنا رہا ہے۔

تمام مخلوقات میں انسانوں کو سب سے عمدہ عقل وفہم اور علم دیتا ہے اور اس کو دنیا کی چیزوں کو استعمال کرنے اور اپنے قابو میں رکھنے کی صلاحیت بھی دیتا ہے، جس کی وجہ سے وہ غرور

تکبر اور اکڑ کا شکار ہو کر اللہ کا باغی بھی بن جاتا ہے؛ اس لئے اس کو اپنی حیثیت اور اللہ تعالی کی قدرت کو اچھی طرح ذہن میں رکھنا چاہیے تا کہ وہ اللہ تعالی کا شکر گزار بندہ بن کر دنیا میں رہ سکے اور اللہ کے بندوں پر اپنی خدائی نہ چلائے۔

جاندار، پانی کے دو قطروں میں بے حیثیت اور بے نام چیز ہوتا ہے

سترہویں صدی میں جب خردبین Microscope کی ایجاد ہوئی تو زندہ چیزوں کے اجزاء کا تفصیلی مطالعہ کیا گیا۔ اس مطالعے کے نتیجے میں یہ بات معلوم ہوئی کہ تمام جاندار کے اجسام یعنی پودے، حیوانات اور انسان کا جسم چھوٹے چھوٹے اجزا سے مل کر بنا ہوتا ہے، ان اجزاء کو Cell خلیات کہتے ہیں، جو بغیر خردبین کے نظر نہیں آسکتے، جانداروں کے جسم میں پائے جانے والے خلیے مختلف شکل اور جسامت کے ہوتے ہیں۔ ہر خلیہ بنیادی طور پر تین خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔

(۱) حاصل ہونے والے غذائی مواد کو ہضم کر کے اپنے اندر شامل کرنا **Metabolism** اور بچے ہوئے فضلات کو خارج کرنا۔

(۲) بیرونی ماحول کی تبدیلیوں سے متاثر ہونا۔

(۳) تقسیم و تولیدی عمل جاری رکھنا **(Reproduction and division)**

جانداروں کے جسم کی تشکیل ایک ایسے مرکب خلیے سے ہوتی ہے، جو نر اور مادہ، عورت اور مرد سے آنے والی منوی خلیے کے یکجا ہونے سے حاصل ہوتا ہے، ان دونوں خلیوں کے ایک جگہ متحد ہونے کا عمل باروری Fertilisation کہلاتا ہے۔ اور تشکیل پانے والا خلیہ ''جنین،، (Foetus) کہلاتا ہے۔

جب منی کے دو قطرے انسانی جسم سے خارج ہوتے ہیں تو اس مادہ منویہ میں ہزاروں خلیات ہوتے ہیں، جس سے کئی جاندار اور انسان تخلیق پا سکتے ہیں۔ یہ خلیات صرف خردبین سے نظر آتے ہیں۔ یہ خلیات کیا ہیں؟ اللہ تعالی کی ایک چھوٹی سی مخلوق؛ چنانچہ ہزاروں میں سے ماں کے پیٹ کے رحم میں دو خلیات مل کر ایک مرکب خلیہ بن جاتا ہے، باقی سب ضائع ہو جاتے ہیں۔

جانوروں کے رحم میں خلیات اللہ تعالی کی صفتِ تخلیق سے دو دو، چار چار اور چھ چھ چلے جاتے ہیں، اس لئے بکری کو ایک یا دو یا تین بچے ہوتے ہیں۔ کتیا، بلی، مادہ شیر اور سور کو چار چھ بچے پیدا ہوتے ہیں، مگر اونٹ، ہاتھی اور گھوڑے کو ایک ایک ہی بچہ ہوتا ہے، ذرا غور کیجئے کہ اگر انسان کو بھی دوسرے جانوروں کی طرح ایک وقت میں چھ آٹھ بچے ایک ساتھ پیدا ہوتے تو کتنی مشکل ہو جاتی، یہ صرف اللہ تعالی کی صفت تخلیق کا کمال ہے **لا خالق الا اللہ اللہ** کے سوا دوسرا خالق نہیں۔

خلیات سے جاندار بننے کا عمل

یہ خلیے جیسے ہی جنین کی شکل میں جانداروں کے رحم میں ٹھہر جاتے ہیں، فوراً غذا کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ اس جنین (خلیہ) کو اللہ تعالی رحم کی بند دیواروں میں چسپاں کر کے سیال خون سے پلنے کا انتظام کرتا ہے، جو اس کی تازہ غذا ہوتی ہے۔ وہ ایک چھوٹے سے گوشت کے ٹکڑے میں ہوتا ہے۔ اب یہ خلیہ (جنین) ایک حوض کی شکل میں رہتا ہے اور غذا کے ملتے ہی وہ اپنے نئے عمل کا آغاز کر دیتا ہے اور تقسیم ہو کر سب سے پہلے اس کے تحت بے شمار خلیات پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان خلیات میں نہ عقل ہوتی ہے، نہ فہم، نہ ارادہ اور نہ قدرت، صرف اللہ تعالی کی صفت تخلیق سے یہ خلیات جانتے ہیں کہ ہر خلیے کو کیا کیا کام کرنا ہے؟ ذرا غور کیجئے کہ ان بے شعور، عقل سے محروم خلیوں کو ہدایت کون دے سکتا ہے؟ وہ صرف اکیلا اللہ تعالی ہی ہے، جو ان کا ہادی و معلم ہے، جو ان کو اپنے اپنے راستے کی ذمہ داریوں کی توفیق دے کر جسم کے مختلف اعضا بنانے کا کام لیتا ہے۔ جتنے خلیات اس پہلے خلیہ (جنین) سے تقسیم ہو کر وجود میں آتے ہیں، ان تمام خلیات کو جانداروں کے مختلف اعضاء بنانے کے لئے ذمہ دار بنا دیتا ہے؛ چنانچہ مختلف خلیے مل کر tissues بناتے اور مختلف tissues مل کر عضو بناتی ہیں اور پھر چند اعضا مل کر ایک نظام بناتے ہیں جیسے ہاتھ کا نظام، پیر کا نظام، پیٹ کا نظام، دماغ کا نظام وغیرہ، پھر کئی نظام مل کر ایک جسم بنتا ہے۔

ایک اہم بات یہ بھی ذہن میں رکھئے کہ خلیات ارتقا کے ابتدائی مراحل میں اگر الگ

الگ ہو جائیں تو ان میں سے ہر ایک یہ صلاحیت رکھتا ہے کہ وہ مکمل جاندار بن سکتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ابتدائی خلیہ (جنین) جب دو میں تقسیم ہو کر الگ الگ ہو جاتے ہیں تو دو جاندار تخلیق پاتے ہیں، جوڑواں بچوں کے ایک جیسے ہونے کی وجہ یہی ہے، خلیے تقسیم ہو جانے کے بعد، اپنے اپنے مقام پر چلے جانے کے بعد ان میں علٰحدہ جاندار بنانے کی صلاحیت نہیں رہتی۔ مثلاً جلد بنانے والے خلیے جلد بنانے کی جگہ الگ ہو جائیں تو وہ جاندار نہیں بنا سکتے۔

- ☆ **خلیات کا ایک مجموعہ جسم کی ہڈیوں میں تبدیل ہو جاتا ہے، جس سے جسم کا ڈھانچہ وجود میں آتا ہے۔**
- ☆ **کچھ خلیات جسم کے اعضاء رئیسہ میں تبدیل ہو جاتے ہیں** (دل، دماغ، جگر، گردے، اعضائے تناسل وغیرہ)
- ☆ **کچھ خلیات جسم میں پھیل کر رگوں کی شکل میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔**
- ☆ **کچھ خلیات پھیل کر ہڈیوں پر گوشت کی شکل میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔**
- ☆ **کچھ خلیات اعصابی نظام میں تبدیل ہو جاتے ہیں** (دل، دماغ، گردے، جگر کو کنٹرول کرنے والا نظام)
- ☆ **کچھ خلیات جلد تیار کرنے میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔**

یہ تمام کام بہت نازک اور باریکی کے ساتھ ماں کے رحم میں ہوتے رہتے ہیں، جس میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوسرا شریک ہی نہیں۔ دنیا کا ماہر سے ماہر یہ کام نہیں کر سکتا اور نہ پانی کے قطروں پر تصویر بنا سکتا ہے اور نہ بڑی سے بڑی انسانی لیباریٹری یہ کام انجام دے سکتی ہے۔ یہ تخلیق بڑے سے بڑے جانور ہاتھی اور اونٹ کے پیٹ میں بھی ہوتی ہے، اوسط جانور؛ ہرن اور بکری کے پیٹ میں بھی ہوتی ہے، چھوٹے چھوٹے جانور بندر، خرگوش اور چوہا، بلی کے پیٹ میں اور چھوٹے چھوٹے انڈوں مثلاً مچھلی، مرغی، مگرمچھ، چیونٹی، مکھی، مکوڑوں اور مچھروں کے انڈوں میں بھی ہوتی ہے، جو بہت مشکل اور نازک کام ہے، اس لئے اللہ جیسی تخلیق کرنے والا کوئی دوسرا نہیں، غور کرنے پر کہنا پڑے گا کہ **لَا خَالِقَ اِلَّا اللّٰہ** اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں۔

ذرا غور کیجئے کہ خلیات اللہ تعالیٰ کے کیسے ہدایت یافتہ ہوتے ہیں؟

آخر خلیات کو یہ کیسے معلوم کہ پانی کے دو قطرے اونٹ کے ہیں یا ہاتھی کے ہیں، یا شیر یا ببر کے ہیں، یا ہرن کے ہیں یا گائے، بیل، بھینس کے ہیں یا بکری اور خرگوش کے ہیں یا انسان کے ہیں۔ پانی کے ان دونوں قطروں میں کسی جاندار کی فوٹو اور شباہت تک نہیں ہوتی۔ آخر وہ خلیات جب ان قطروں کے جانداروں اور ان کی نسلوں، ہئیتوں، فوٹوؤں اور تصویروں کو نہیں دیکھتے، صرف رحم میں جنین بنتے ہی، حمل ٹھہرتے ہی کسی پیٹ میں ہاتھی، کسی پیٹ میں گھوڑا، کسی پیٹ میں گائے، بیل، بھینس، اور کسی پیٹ میں بکری کسی پیٹ میں کنگارو اور کسی پیٹ میں انسان کا ڈھانچہ کیسے بنا دیتے ہیں؟

آخر ان کو یہ کس نے ہدایت دی کہ یہ قطرے انسانی ہیں یا جانوروں کے ہیں، آخر یہ ہاتھی، گائے، بیل، بھینس، شیر، ببر اور چیتا کس کے ہیں؟ وہ کبھی یہ غلطی نہیں کرتے کہ انسان کے پیٹ میں بکری کا بچہ یا بکری کے پیٹ میں شیر کا بچہ اور شیرنی کے پیٹ میں بندر کا بچہ بنا ڈالیں۔ اس نظامِ تخلیق پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا کمال ہے، جو خلیوں کو ایسی ہدایت دے کر جس جانور اور جس انسان سے پانی کے قطرے داخل ہوتے ہیں وہی جاندار تیار کرتے ہیں۔ **لا خالق الا الله** خلیات کا مجموعہ پھیل کر جاندار کے ایک چھوٹے سے ہڈیوں کے ڈھانچے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

ہاتھوں کی تخلیق پر غور کیجئے

ہاتھوں کو تیار کرنے والے خلیات ہر جاندار کے ہاتھوں کے لئے جتنی ہڈیاں اور جوڑ ہونا ہے اتنی ہڈیاں تیار کرتے ہیں، انسانی ہاتھوں کے ایک ہاتھ میں ۲۷ ہڈیاں تیار ہوتی ہیں، ان پر جتنی رگیں اور جتنا گوشت چاہیئے وہ خلیات رگیں اور گوشت تیار کر دیتے ہیں، ذرا غور کیجئے کہ خلیات کو اللہ تعالیٰ کتنا ہدایت یافتہ بناتا ہے کہ وہ ہر جوڑ کی ہڈی کا سائز، لمبائی، موٹائی اور چوڑائی الگ الگ تیار کرتے ہیں، کسی ہاتھ کی ہڈیوں میں لمبائی، چوڑائی اور موٹائی الگ

الگ نہیں ہوتی اور نہ ہاتھوں پر جو گوشت کی مقدار چڑھائی جاتی ہے، اس میں کمی وزیادتی ہوتی ہے۔ انگلیوں کے پور ایک سائز کے ہوتے ہیں، دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کی موٹائی، لمبائی ایک سائز کی ہوتی ہیں۔ چاروں انگلیوں میں خلیات تین تین جوڑ بناتے اور انگوٹھے میں دو جوڑ بناتے ہیں۔ آخر یہ کس کی ہدایت ہے؟ جب کہ خلیات نہ کسی کالج سے تعلیم پاتے اور نہ ہنر جانتے ہیں۔ یہ صرف اور صرف اللہ کی صفت ہدایت کا انتظام ہے، کہنی سے پہونچوں تک کی ہڈیوں اور کہنی سے کندھوں تک کے دونوں ہاتھوں کی ہڈیوں کی لمبائی، چوڑائی اور ان پر گوشت برابر، برابر ہوتے ہیں، دونوں ہاتھ بھی لمبائی میں برابر ہوتے ہیں، گویا دونوں ایک دوسرے کا عکس اور ضد ہیں، پھر اللہ تعالی ان کو یہ بھی ہدایت دیتا ہے کہ سیدھے ہاتھ کی ہڈیاں اور انگلیاں سیدھے ہاتھ پر تیار ہوں اور بائیں ہاتھ کی ہڈیاں اور انگلیاں بائیں ہاتھ ہی میں تیار ہوں، خلیات جسم کی وادی میں نکل کر غلطی نہیں کرتے کہ سیدھا ہاتھ بائیں ہاتھ کی طرف اور بایاں ہاتھ سیدھے ہاتھ کی طرف لگ جائے، جب کہ ماں کے پیٹ میں نہ کوئی آلہ ہوتا ہے اور نہ کوئی سانچہ، بے شک اللہ تعالی خلیوں کے ذریعے جانداروں کی تخلیق بڑی عمدگی کے ساتھ کرتا ہے، دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اور انگوٹھے بھی موٹائی اور لمبائی میں ایک دوسرے کا عکس نظر آتے ہیں۔ ایسا نہیں ہوتا کہ سیدھا ہاتھ لمبا اور بایاں ہاتھ چھوٹا ہو جائے یا سیدھا ہاتھ موٹا اور دوسرا ہاتھ دبلا یا کسی ہاتھ کی انگلیاں بڑی بڑی اور دوسرے ہاتھ کی انگلیاں بالکل چھوٹی چھوٹی ہو جائیں۔ ایسا بھی کبھی نہیں ہوتا کہ جو خلیات ہاتھ بنانے والے ہوں وہ جسم کی وادی میں بھٹک کر پیروں پر ہاتھ بنا دیں اور پیر بنانے والے خلیے ہاتھوں کی طرف آجائیں یا کوئی خلیہ دل کی جگہ گردہ بنا دے یا گردے کی جگہ بھیجا بنا دے۔ اللہ تعالی کی تخلیق میں ایسا نقص اور خرابی نہیں، وہ بہترین تخلیق کرنے والا ہے، اس جیسی تخلیق کرنے والا کوئی دوسرا نہیں۔ **لَا خَالِقَ اِلا اللّٰہ**

پیروں کی تخلیق پر غور کیجئے

اللہ تعالی کی تخلیق کا کمال دیکھئے کہ پانی کے ان دو قطروں سے بننے والے خلیات کو وہ کیسی ہدایت دیتا ہے کہ وہ جاندار کی شکل وصورت دیکھے بغیر یہ جانتے ہیں کہ یہ قطرے جس

جاندار کے ہیں اس کے پیر ہاتھ کیسے ہیں، اگر وہ قطرے انسانوں کے ہیں تو وہ جانتے ہیں کہ انسانوں کے ہاتھ، پیر تمام جانداروں سے بالکل الگ ہیں۔ ان کے ہاتھ چھوٹے اور پیر بڑے ہوتے ہیں ان کے پیر کی انگلیاں ہاتھوں کی انگلیوں کی طرح بڑی بڑی نہیں ہوتیں چھوٹی چھوٹی انگلیاں ہوتی ہیں، پیر کا انگوٹھا بہت موٹا ہوتا ہے۔ پیر لمبا ہو کر بیچ میں سے تلوے کی شکل میں اٹھا ہوا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس ان کو یہ بھی معلوم رہتا ہے کہ بندر کے ہاتھ پیر برابر برابر ہوتے ہیں اور بندر کے پیر کی انگلیاں بڑی بڑی ہوتی ہیں۔ ان میں پکڑنے اور لٹکنے کی صلاحیت دینا ہے۔ جبکہ انسانوں کے ہاتھ اور پیر برابر نہیں ہوتے اور نہ ایک جیسے لمبائی اور موٹائی کے ہوتے ہیں، خلیات کو یہ بھی معلوم رہتا ہے کہ ہاتھی کے پیر انسانوں جیسے نہیں ہوتے، اللہ تعالی نے ہاتھی کو سب سے بڑا اور موٹا جانور بنایا، جس کی وجہ سے اس کے وزن کے مطابق اس کے پیر رکھے اور اللہ تعالی نے ہاتھی کے چاروں پیروں کو گول اور ایک ہی موٹائی کا بنایا؛ لہٰذا وہ ماں کے رحم میں ہاتھی کے بچے کے پیر اسی طرح گول اور موٹے تیار کرتے ہیں، ان کو یہ بھی معلوم رہتا ہے کہ اللہ تعالی نے اونٹ کو خاص طور پر ریگستان میں چلنے کے قابل بنایا اور اس کے پیروں کے نیچے گدی چاہیے تاکہ وہ ریت میں گھسنے نہ پائیں اور گرمی کو برداشت کر سکیں پھر اس کے پیروں کو اونچے اور لمبے بنائے۔ ذرا غور کرو! اللہ تعالی ہر جاندار کی تخلیق کتنی حکمت، عمدگی اور مناسبت سے کرتا ہے، بے شک اس جیسا تخلیق کرنے والا کوئی دوسرا نہیں۔ **لَا خَالِقَ اِلا اللّٰہ**۔

خلیات کو یہ کیسے معلوم کہ جانداروں میں ایک جانور جس کا نام کنگارو ہے، اس کے ہاتھ بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور پیر بڑے ہوتے ہیں، وہ پھُدک کر چلتا ہے اس کے پیٹ پر ایک جھولی ہونا ضروری ہے جس میں اس کا بچہ بیٹھتا ہے؛ چنانچہ وہ ماں کے پیٹ میں کنگارو کے بچے کے سامنے کے بھی ہاتھ چھوٹے چھوٹے اور پیر بڑے بناتے ہیں۔ ان کو یہ بھی ہدایت ہوتی ہے کہ وہ ان ہاتھوں میں بے انتہا قوت دیں، جس سے وہ اپنا بچاؤ کر سکے اور گھونسا مار سکے؛ چنانچہ وہ بچے کے ہاتھوں میں ویسی ہی طاقت پیدا کرتے ہیں، آج تک دنیا میں کوئی کنگارو ایسا پیدا نہیں ہوا جس کو غلطی سے چاروں پیر ہاتھ ایک جیسے برابر

، برابر ہوں ۔ آخر خلیات غلطی کیوں نہیں کرتے ؟ جبکہ انسان تمام مخلوقات میں سب سے اعلی عقل وفہم رکھ کر غلطیاں کرتا رہتا ہے بے شک یہ اللہ تعالی کا تخلیقی نظام ہے جس میں کسی مخلوق کا دخل نہیں ۔ **لَا خَالِقِ اِلا اللّٰہ**

خلیات جب جانداروں کے پیر بناتے ہیں تو دونوں یا چاروں پیروں اور جوڑوں کے درمیان کی ہڈیوں کو ایک سائز اور ایک ہی موٹائی کے بناتے ہیں، مثلاً انسان کے گھٹنے سے لے کر کمر تک ہڈیوں کی لمبائی، موٹائی ایک ہی سائز کی ہوتیں ہیں، ان ہڈیوں پر زیادہ گوشت برابر، برابر ہوتا ہے۔ جانوروں میں بھی اسی طرح سے تیار ہوتا ہے، اس کو ران کہتے ہیں ۔ پھر دونوں پیروں کے گھٹنے سے لے کر پنڈلی تک کی ہڈیوں کی لمبائی اور موٹائی بھی برابر، برابر ہوتی ہے، ان پر بھی گوشت ایک ہی موٹائی کا ہوتا ہے، کمر کے نیچے کولھے میں گول ہڈی تیار کرتے ؛ تا کہ انسان آسانی سے جھک سکے اور اپنے جسم کو موڑ سکے ۔ پھر کولھے پر نرم زیادہ گوشت پیدا کرتے ہیں، اس لئے کہ ان کو یہ معلوم رہتا ہے کہ انسان بیٹھنے کے لئے کولھے پر بیٹھے گا، اس سے انسان بغیر کسی تکلیف کے بیٹھتا ہے، گھٹنے کے پاس خلیات گول ہڈی تیار کرتے ہیں ؛ تا کہ پیر آسانی سے موڑا جا سکے ۔ جو جانور انسانوں کی طرح نہیں بیٹھتے، ان کے کولھے پر نرم گوشت تیار نہیں کرتے، پھر اللہ کی تخلیق دیکھئے کہ جس طرح دونوں ہاتھ برابر، برابر ہوتے ہیں، دونوں پیر بھی برابر، برابر ہوتے ہیں ۔ دیکھنے میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پیر ایک دوسرے کا عکس ہے۔ انسان چلنے پھرنے کے لئے جوتا، چپل استعمال کرتا ہے۔ اس کے برعکس خلیات جانوروں کے پیروں میں کُھر تیار کرتے ہیں ؛ تا کہ وہ چلتے وقت جوتا اور چپ کا کام دیں، اونٹ کے پیر کُھر والے نہیں ہوتے، وہ بغیر کھر کے جوڑے ہوئے گول ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے ریت میں دھنس نہیں پاتے ، بے شک ایسی تخلیق والا دوسرا نہیں ۔ **لَا خَالِقِ اِلا اللّٰہ**

سینگوں اور دانتوں کی تخلیق پر غور کیجئے

خلیات کو یہ کیسے معلوم کہ کون سا جاندار گوشت اور ترکاریاں کھاتا ہے اور کون سا جاندار صرف گوشت کھاتا ہے اور کون سا جاندار صرف گھاس اور پتے کھاتا ہے، یہ صرف اللہ تعالی کی

صفت ہدایت ہے کہ وہ خلیات کو ایسی ہدایت دیتا ہے کہ وہ جانداروں کو دیکھے بغیر گوشت اور ترکاری کھانے والوں کے نوکیلے اور چپٹے دانت بناتے اور گھاس کھانے والوں کو صرف چپٹے دانت بناتے ہیں ۔

ذرا یہ بھی غور کیجئے کہ ماں کے پیٹ میں تمام اعضاء تیار ہو جاتے ہیں، منہ اور زبان بھی تیار ہو جاتی ہے، مگر دانت تیار نہیں ہوتے ۔ آخر خَلیات ماں کے پیٹ میں دانت کیوں تیار نہیں کرتے ؟ دودھ پینے کا وقت ختم ہونے کے بعد جانداروں کو دانت نکلنا شروع ہوتے ہیں، خلیات کو یہ کس نے تعلیم دی کہ بچہ کم عقل ہے سمجھ نہیں رکھتا، ماں کو تکلیف پہنچا سکتا ہے جس وقت اس کا دودھ چھوڑ کر چاول وغیرہ کھانے کا وقت شروع ہوتا ہے، اس وقت خلیات دانت نکالتے ہیں ۔ اس لئے دانتوں کے نکلنے کا وقت غذائیں کھاتے وقت شروع کیا۔ پھر اللہ تعالی کی صفت ہدایت کا کمال دیکھئے کہ دانت جتنا بڑھنا ہے، اتنے ہی لمبائی تک بڑھتے ہیں، ایک حد پر آ کر بڑھنا ختم کر دیتے ہیں ۔ اگر سر کے بالوں کی طرح بڑھتے ہی رہے تو انسانوں کو اپنے دانت بھی سر کی بالوں کی طرح کٹوانا پڑتا۔ جانوروں کو تو بہت مشکل ہو جاتی ۔ بے شک اللہ تعالی جیسی تخلیق کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ **لَا خَالِقِ اِلا اللّٰہ**

یہی حال سینگوں کا ہے، جن جن جانوروں کو سینگ ہوتے ہیں، ان کے بچوں کو ماں کے پیٹ میں سینگ نہیں آتے ۔ خلیات کو یہ کیسے معلوم کہ ماں کے پیٹ میں سینگ پیدا ہو جائیں تو ماں کا پیٹ پھٹ جائے گا۔ لہٰذا دنیا میں آنے کے تین چار سال بعد سینگ نکلنا شروع ہوتے ہیں ۔ ہاتھی کے دانت بھی ماں کے پیٹ میں نہیں نکلتے ۔ دنیا میں آنے کے بعد بہت دیر سے نکلتے ہیں ۔ اللہ تعالی کی تخلیق کا کمال دیکھئے کہ ناخن ماں کے پیٹ میں آ جاتے ہیں، مگر خلیات ان کو نو مہینے تک بڑھنے نہیں دیتے ۔ **لَا خَالِقِ اِلا اللّٰہ**

بالوں کی تخلیق پر غور کیجئے

اللہ تعالی نے مختلف مخلوقات کو مختلف انداز کے بال دیے، خلیات کو یہ کیسے معلوم کہ گھوڑے کے بال الگ ہوتے ہیں، ریچھ کے بال الگ ہوتے ہیں، شیر اور ببر کے بال رنگین

اور الگ ہوتے ہیں، سور کے بال الگ ہوتے ہیں، بکرے اور مینڈے کے بال الگ ہوتے ہیں، انسانوں کے بال الگ ہوتے ہیں؟ پھر ان خلیات کو یہ کیسے معلوم کہ کس جاندار کو دم ہوتی ہے اور کس کو نہیں ہوتی، ان کو یہ کس نے تعلیم دی کہ کہاں بال زیادہ پیدا کرنا ہے، کہاں کم اور کہاں بالکل پیدا کرنا نہیں ہے؟ گھوڑے اور گدھے کی گردن پر خلیات زیادہ بال پیدا کرتے ہیں۔ ریچھ کے پورے جسم کو بالوں سے ڈھک دیتے ہیں، ببر کے چہرے پر گھنے بال پیدا کرتے ہیں، انسان کے سر میں بال زیادہ پیدا کرتے ہیں، مرد کے چہرے میں داڑھی اور مونچھ پیدا کرتے ہیں، جسم پر باریک بال اور بھوؤں میں بہت ہی باریک بال پیدا کرتے ہیں۔ آخر ان کو کس نے تعلیم دی کہ عورت کے چہرے پر داڑھی مونچھ نہ ہوں۔ مرد اور عورت کے تلوؤں اور ہتھیلیوں میں بال نہ ہوں، آخر انسان کے سر پر سور اور ریچھ جیسے موٹے موٹے بال کیوں نہیں؟ بھوؤں کے بال سر کے بالوں کے طرح موٹے کیوں نہیں نکالتے؟ یہ سب اللہ تعالی کی تخلیق کا کمال ہے، جو خلیات کو ہدایت دے کر کرواتا ہے اور ہارمون سے باقاعدگی پیدا کرتا ہے۔ بیشک اس کی تخلیق میں کوئی دوسرا شریک نہیں **لَا خَالِقَ اِلا اللّٰہ**۔ اللہ تعالی صرف خالق ہی نہیں؛ بلکہ وہ ہادی اور معلم بھی ہے اس لئے ذرہ ذرہ کو اس کے ذمے کی ہدایت دے کر بناتا اور پیدا کرتا ہے، ناخن کی طرح بال بھی ماں کے پیٹ میں سر پر پیدا ہو جاتے ہیں، مگر نو مہینے تک کون ہے جو انہیں بڑھنے نہیں دیتا؟ اگر وہ دنیا میں آنے کے بعد جس طرح بڑھتے ہیں اس طرح بڑھتے تو بچہ کی شکل ہی بدل جاتی۔

جانداروں کے قد اور اعضاء کے بڑھنے پر غور کیجئے

اللہ تعالی نے تمام جانداروں کے قد اور اعضاء کے بڑھنے کی ایک خاص حد مقرر کر دی ہے، جس کی وجہ سے خلیات ان کے قد اور اعضاء اسی لمبائی، موٹائی اور چوڑائی تک ہی بناتے اس کے بعد ان کا بڑھنا رک جاتا ہے۔

خلیات کو اللہ تعالی کیسی ہدایت دیتا ہے؟ ذرا غور کرو کہ وہ جانتے ہیں کہ ہاتھی، اونٹ، زراف کس نمونہ اور کس قد کے ہوتے ہیں؛ چنانچہ ان کا وہ قد آتے ہی خلیات بڑھنا روک دیتے

ہیں، گھوڑا، گائے، بھینس اور زیبرا کس نمونہ اور قد کے ہوتے ہیں۔ زیبرا پر خاص قسم کے لکیر والے پٹے ہوتے ہیں، بچہ میں بھی وہی پٹے پیدا کرتے ہیں، جب وہ اپنے اصلی قد پر آجاتے ہیں تو خلیات ان کے قد کو بڑھانا ختم کر دیتے ہیں، آخر بلی، چوہا، خرگوش کا قد بکری اور لومڑی کے قد کے برابر کیوں نہیں بڑھتا، بلی، خرگوش، چوہے کا قد چھوٹا یہ سب کس کی ہدایت پر بنتا ہے؟ انسانوں میں مرد کا قد بڑا اور عورت کا قد کچھ کم اللہ نے بنایا، خلیات کو یہ کیسے معلوم کے انسان چھ اور سات فٹ اونچا ہی ہوتا ہے، اس قد پر اس کا بڑھنا روک دینا ہے کیڑوں میں چیونٹی، مچھر، مکوڑوں کے قد برابر، برابر کیسے ہوتے ہیں؟ اگر خرگوش گھوڑے کے قد تک بڑھتا رہتا اور گھوڑا بکری کے قد میں گھٹ جاتا اور شیر بلی کے قد میں گھٹ جاتا تو کتنا بدنما معلوم ہوتے، خلیات کبھی اس قسم کی غلطی ہی نہیں کرتے، پوری دنیا میں تمام جانوروں کا قد خاص خاص انداز کا اللہ تعالی نے بنایا جس کی وجہ سے ہم فوراً انہیں پہچان لیتے ہیں۔ اللہ تعالی خلیات کو ہدایت دیتا ہے کہ کونسے جاندار کا کتنا قد ہونا ہے، اسی طرح جانداروں کے اعضاء کا حال ہے۔ **لَا خَالِقَ اِلا اللّٰہ**

ذرا غور کیجئے! خلیات کو کس نے تعلیم دی کہ انسان کی انگلیاں فلاں حد تک ہی بڑھنا ہے، انسان کے پیر کو فلاں حد تک بڑھ کر ختم ہونا ہے، انسان کا سر کہاں تک موٹا اور گول ہونا ہے؟ اگر انسان کا سر ہاتھی کے سر کی طرح موٹا ہو جاتا تو کتنا بدنما معلوم ہوتا۔ انسانوں کے کان کس قسم کے اور کتنے بڑے ہوتے ہیں؟ آخر خلیات انسانوں کے کان بکری جیسے کیوں نہیں بنا دیتے اور انسانوں کا منہ گھوڑا جیسا کیوں نہیں بنا دیتے۔ اللہ تعالی کی تخلیق میں یہ سب غلطیاں نہیں ہوتیں۔ وہ خلیات کو پوری پوری ہدایت دے کر ان سے ہر جاندار کی شاندار شکل وصورت اور جسمانیت بناتا ہے، بے شک یہ اس کی تخلیق کا کمال ہے۔ **لَا خَالِقَ اِلا اللّٰہ**

مختلف اعضاء کی بناوٹ پر غور کیجئے

پھر خلیات کی ہدایت و رہنمائی کا یہ عالم ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ انسانی دل و دماغ، گردے، کلیجہ اور معدہ کا سائز اور شکل کیسی بنانی ہے، ان کو کون کون سے مقام پر بنانا ہے، انسانوں کے گردے میں اور گائے، بیل، بھینس کے گردوں کی شکل وصورت اور سائز میں فرق

کیوں ہے؟ ان کی کلیجے انسانی کلیجے اور بکری کے کلیجے میں فرق کون پیدا کرتا ہے؟ خلیات تمام جانداروں میں دو گردے بازو باز و تیار کرتے ہیں؟ سانپ کو صرف ایک ہی پھیپھڑا ہوتا ہے، تمام جانوروں کو ناک اور کان ہوتے ہیں، سانپ کو اللہ نے ناک اور کان نہیں دیے، وہ زبان کو تالو پر لگا کر ناک اور کان کا کام لیتا ہے، اس کے گردے آگے پیچھے ہوتے ہیں، خلیات سانپ کے بچوں کو اسی انداز سے بناتے ہیں، سانپ نتھنوں سے سانس لیتا ہے، خلیات کو کس نے ہدایت دی کے تمام جانداروں کے بھیجے کی حفاظت ہونی ہے؟ لہٰذا ہر ایک کی کھوپڑی موٹی اور مضبوط بناتا ہے اور تمام جانداروں کے منہ پر آنکھ، کان، ناک اور منھ رکھتا ہے۔

خلیات کو یہ کیسے علم ہے کہ گھوڑے، گدھے، اونٹ، گائے، بھینس اور زیبرا کا منہ لمبا ہوتا ہے؟ ان کا منہ ویسا ہی تیار ہو کر ایک حد پر رک جاتا ہے۔ گدھے کے کان لمبے ہوتے ہیں، مگر گول پھرتے ہیں اور ایک خاص حد پر بڑھنا ختم ہو جاتے ہیں۔ خلیات کو یہ کیسے علم کہ اونٹ، گھوڑا، اور گدھے کے سر پر سینگ نہیں ہوتے، آج تک غلطی سے خلیات نے کسی گھوڑے پر سینگ نہیں بنائے، خلیات کو یہ کیسے معلوم کہ بڑی ذات کی بکری کے کان لمبے لمبے اور تھن بڑے بڑے ہوتے ہیں اور وہ سب بکریوں سے زیادہ تین چار بچے دیتی ہے، اس لئے اس کو چار تھن چاہئے؟ خلیات کو یہ کیسے معلوم کے سور، شیرنی، کتیا اور بلی کو زیادہ بچے ہوتے ہیں؛ اس لئے ان کے جسم میں دودھ نکلنے کے راستے زیادہ ہونے چاہئے؟ یہ سب اللہ تعالی کی تخلیق میں صفت ہدایت کا نظام ہے، اللہ تعالی چونکہ ہر چیز کا ہادی و معلم ہے، اس لئے خلیات ویسی تخلیق کرتے ہیں۔

خلیات کو یہ ہدایت کس نے دی کہ اللہ نے ہاتھی کا سر دوسرے تمام جانوروں سے الگ اور بڑا بنایا؛ بلکہ چپٹا، گول اور موٹا بنایا۔ اس کے چہرے پر ناک کے بجائے سونڈ رکھی، ان کو یہ کیسے معلوم کہ ہاتھی کے کان سب جانوروں سے الگ اور بڑے بڑے اللہ نے بنائے؟ خلیات ہاتھی کو دیکھے بغیر ماں کے رحم میں بچے کے بھی اعضاء اسی طرح کے بناتے ہیں۔ سب سے چھوٹی دم اسی کو دیتے ہیں خلیات کو یہ کس نے علم دیا کہ ہاتھی کی سونڈ میں بہت زیادہ قوت دینی ہے، جس کی وجہ سے وہ بڑے بڑے درخت سونڈ سے اٹھا لیتا ہے، یہ سب اس بات کی کھلی دلیل ہے

کہ کوئی قوت ہے جو ان کو باقاعدہ ہدایت دے رہی ہے، وہ صرف خالقِ کائنات ہے، آخر خلیات کو یہ کیسے معلوم کہ ہاتھی کا سر بڑا، خرگوش، بلی اور چوہے کا چھوٹا، بکری کا چھوٹا، گائے بھینس کا اوسط، گھوڑا، اونٹ اور زیبرا کا لمبا ہوتا ہے۔

آخر ان خلیات کو یہ کیسے معلوم کہ اللہ تعالی نے خرگوش اور چوہے کے کان کھڑے بنائے؟ خلیات کو یہ کیسے معلوم کہ ہر جاندار کا سینہ کیسا ہوتا ہے؟ اللہ تعالی کی صفت ہدایت سے خلیات جاندار کو دیکھے بغیر ہر جاندار کے سینے کی ہڈیاں ویسی ہی بناتے ہیں، جیسے اللہ نے ان کی نسل کا ڈھانچہ بنایا، ان کو یہ معلوم رہتا ہے کہ انسانوں کا سینہ سامنے ہوتا ہے، انسان کے سینے کی ہڈیاں اوپر بڑی بڑی اور گول ہوتی ہیں، پیٹ کی طرف آتے ہوئے چھوٹی چھوٹی ہوتی جاتی ہیں، مگر دونوں پسلیوں کی ہڈیاں برابر، برابر ہوتی ہیں، جیسے کوئی ناپ کر بنایا ہو، پھر خلیات کو یہ بھی علم ہوتا ہے کہ انسان کا بچہ ماں کے سینے سے دودھ پئے گا تو وہ دودھ پینے کی چھاتیوں کا گوشت ایک عمر کے بعد سینے پر ہی تیار کرتے ہیں اور جانوروں کے بچے چھوٹے ہوتے ہیں، جانور ان کو گود میں نہیں لے سکتے اور بندر کے بچے کی طرح چمٹ کر نہیں پی سکتے، تو تمام جانوروں کے دودھ کے تھن وہ پچھلی ٹانگوں کے درمیاں بناتے ہیں، جس سے بچہ آسانی سے دودھ پی سکتا ہے۔ **لَا خَالِقَ اِلا اللّٰہ**

جانداروں کی جلد (کھال) کی تخلیق پر غور کیجئے

ذرا غور کیجئے! خلیات کے ایک مجموعہ سے جانداروں کی جلد اور کھال بھی بنتی ہے، پھر خلیات کو یہ کیسے معلوم کہ یہ پانی کے قطرے کس جاندار کے ہیں اور اس کی کھال کیسی ہے؟ چنانچہ وہ اللہ تعالی کی تخلیق کی ہدایت سے ہاتھی کی کھال، گینڈے کی کھال، مگرمچھ کی کھال، گھوڑے کی کھال، بکری کی کھال، مرغی کی کھال، مچھلی کی کھال اور انسانوں کی جلد الگ الگ انداز کی تیار کرتے ہیں؛ چنانچہ جلد میں ہزاروں سوراخ بھی رکھتے ہیں تاکہ پسینہ باہر نکل سکے، آخر وہ کس کی ہدایت پر مرغی، مینڈک، مچھلی کی کھال پتلی بناتے ہیں اور گینڈے، ہاتھی کی کھال موٹی بناتے ہیں؟ یہ سب اللہ تعالی کی تخلیق کے شاہکار ہیں۔ **لَا خَالِقَ اِلا اللّٰہ**

آنکھوں کی تخلیق پر غور کیجئے

آنکھیں تمام جانداروں کے لئے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں، ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق سے چھوٹی، بڑی بنایا۔ ہر جاندار کی آنکھیں الگ الگ انداز کی ہیں، اُلّو کی آنکھیں بڑی بڑی گول ہوتی ہیں، شترمرغ کی آنکھیں زیادہ سے زیادہ دو انچ لمبی اور بڑی ہوتی ہیں، کبوتر، مرغی، مچھلی، مچھر، مکڑی اور چیونٹی کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں، انسانوں کی آنکھیں بھی بعض گول، بعض کلی دار اور بعض اوسط ہوتی ہیں، دیمک کو بغیر آنکھوں کے اندھا بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق کی حکمت سے تمام جانداروں کی آنکھیں چہرے پر سخت ہڈیوں کے اندر رکھا ہے، انسانوں کی آنکھوں کو ہڈیوں کے بیچ میں گڑھوں کے اندر محفوظ کیا ہے؟ پھر تقریباً تمام جانداروں کو حفاظت کے لئے پلکیں بھی دی ہیں؛ تاکہ گرد وغبار، کچڑا اور کیڑے اندر جانے نہ پائیں، پھر اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے خلیات یہ بھی علم رکھتے ہیں کہ کس جاندار کی آنکھیں کیسی ہوتی ہیں اور ان کا مقام کیا ہے؟ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ انسان کی آنکھیں چہرے کے سامنے ہوتی ہیں پرندوں اور دوسرے جانوروں کی آنکھیں آزو بازو ہوتی ہیں۔ وہ جن جانداروں کی آنکھیں جہاں بنانا ہے وہی تیار کرتے ہیں، ذرا بھی غلطی نہیں کرتے۔ سب سے پہلے یہ غور کیجئے کہ ان کو یہ کیسے معلوم کہ یہ قطرے جن جانداروں کے ہیں یا جن انسانوں کے ہیں، ان کی نسل میں آنکھیں کیسی ہیں؟ ان کا ڈیزائن اور نمونہ کیسا ہے؟ انسانوں میں بعض انسانوں کی آنکھیں بھوری، بعض انسانوں کی آنکھیں کالی اور بعض انسانوں کی نیلی ہیں؛ چنانچہ جو خلیات آنکھیں تیار کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں، وہ انسانی بچوں کی آنکھیں چہرے پر ہی تیار کرتے ہیں، سینہ یا پیٹ پر نہیں بناتے اور انسانوں کی آنکھیں کبوتر، کوا، چیل، مکڑی کی طرح غلطی سے چھوٹی چھوٹی بھی نہیں بناتے؛ بلکہ ان انسانوں کی نسل میں جیسی آنکھیں ہیں ویسی ہی تیار کرتے ہیں۔ اگر نیلی آنکھوں والے ماں باپ ہوں، تو بچہ بھی عموماً نیلی آنکھوں والا ہی تیار ہوتا ہے، تمام خلیات یہ ہدایت رکھتے ہیں کہ ہاتھی کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں، اونٹ کی آنکھیں خوبصورت کلی نما ہوتی ہیں، پھر اونٹ کی آنکھوں پر پلکوں کے ساتھ ایک جھلی

بھی ہوتی ہے جس سے وہ آنکھیں بند کرکے اس جھلی میں سے دیکھ سکتا ہے، اُلّو کی آنکھیں گول ہوتی ہیں، اس کو ایسی پلک دی گئی کہ وہ صرف اوپر سے بند کرتا ہے، جبکہ دوسرے جاندار پلکوں کو نیچے اور اوپر ملا کر بند کرتے ہیں۔

سانپ کو چونکہ جسم پر بال نہیں ہوتے اس کو پلک بھی نہیں دیے گئے؛ بلکہ اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں پر ایک جھلی دیتا ہے، جب وہ بند کرلیتا ہے تو اندر سے آنکھیں نظر آتی ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اگر وہ سو بھی رہا ہے تو جاگ رہا ہے، دیکھ رہا ہے، اس کو پلک دیے جاتے تو اس کی خوبصورتی میں خرابی آجاتی، مچھلی کو بھی پلک نہیں دیئے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے شاہکار ہیں۔ **لا خالق الا اللہ**

تمام جسمانی اعضاء ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں

اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا کمال دیکھئے کہ تمام جسمانی اعضاء ایک دوسرے سے بالکل الگ ہیں، مثلاً انسانی اعضاء پر غور کیجئے، وہ تمام ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں، ایک عضو کی طرح پھر دوسرا اعضو اس جیسا نہیں۔ مثلاً آنکھوں کی طرح پورے جسم میں کوئی دوسرا اعضو نہیں، زبان کی شکل وصورت کا کوئی دوسرا اعضو پورے جسم میں نہیں، کان کے مشابہ ہڈی اور پردے کی طرح کوئی دوسرا اعضو پورے جسم میں نہیں، دل کی طرح کوئی عضو نہیں، دماغ کی طرح پھر کوئی دوسرا عضو پورے جسم میں نہیں ناک کی طرح پورے جسم میں کوئی دوسرا اعضو نہیں، یہی حال ہڈیوں کا ہے سینے کی ہڈیوں کی طرح پھر کوئی دوسری جگہ ایسی ہڈیاں نہیں، ریڑھ کی ہڈی کی طرح پورے جسم میں ویسی ہڈی نہیں، کھوپڑی کی ہڈی کی طرح ویسی ہڈی پورے جسم میں نہیں، ہاتھوں کی ہڈیوں کی طرح پھر کوئی ہڈی نہیں، پیروں کی ہڈیوں کی طرح پورے جسم میں ویسی ہڈیاں نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جانداروں کا جسم چلتی پھرتی اور بات کرتی مشینیں بنایا ہے

اللہ تعالیٰ نے تمام جانداروں کو چلتی پھرتی بولتی مشینیں بنایا ہے، ہر جاندار میں مختلف آلے اس کی ضرورت کے مطابق لگایا ہے اور پھر ہر آلے سے الگ الگ کام لے رہا ہے؛

چنانچہ اللہ نے آنکھوں کو دیکھنے کا آلہ بنایا، کانوں کو سننے کا آلہ بنایا، ناک کو سونگھنے اور سانس لینے کا آلہ بنایا، زبان کو بات کرنے اور چکھنے کا آلہ بنایا، معدہ کو غذا ہضم کرنے کا آلہ بنایا، گردہ کو خون صاف کر کے گندا پانی خارج کرنے کا آلہ بنایا، دل کو پورے جسم میں خون دوڑانے کا آلہ بنایا، دماغ کو سوچنے سمجھنے کا آلہ بنایا۔ اسی طرح کسی کو وٹامن اور پروٹین تقسیم کرنے والا آلہ بنایا، کسی کو فضلہ خارج کرنے والا آلہ بنایا، کسی کو بچہ تیار کرنے کا آلہ بنایا، اسی طرح کوئی لکھنے، پڑھنے، کوئی دوڑنے، بھاگنے اور کوئی چلنے پھرنے کے آلے ہیں۔

غرض تمام جانداروں کو اللہ تعالی نے چلتی پھرتی بولتی مشینیں بنایا ہے اور انسانوں کو سب سے اعلی مشین بنایا ہے۔ بے شک اللہ جیسی تخلیق کوئی دوسرا نہیں کرسکتا۔ **لَا خَالِقَ اِلاَّ اللّٰہ**

ذرا غور کرو! آنکھوں کے خلیوں کو صرف دیکھنے کا حکم ہے، وہ سننے میں مدد نہیں کرسکتے، کانوں کے خلیوں کو سننے کا حکم ہے، وہ بولنے میں مدد نہیں کرسکتے، زبان کے خلیوں کو بات کرنے اور چکھنے کا حکم ہے، وہ دیکھنے میں مدد نہیں کرسکتے۔ غرض سب کی خصوصیات الگ الگ اللہ تعالی نے بنائی ہیں، اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہ اعضاء خود سے ایسے نہیں بنے، بلکہ ان کا بنانے والا ان کو خاص حکمت اور منصوبے سے ایسا بنا رہا ہے، اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ کائنات کے ذرہ ذرہ کا کوئی بنانے والا ہے، جو ایک خاص مقصد اور منصوبے کے تحت تمام چیزیں بنا رہا ہے۔ **لَا خَالِقَ اِلاَّ اللّٰہ**

انسانوں کی مختلف شکلوں کی تخلیق پر غور کیجئے

اللہ تعالی نے دنیا کے مختلف انسانوں کی صورتیں، شکلیں، رنگ، قد اور آنکھیں الگ الگ بنائیں؛ چنانچہ کسی کو بالکل کالا بنایا، کسی کو کالا موٹا ہونٹ والا، کسی کو بالکل گورا، نیلی آنکھوں والا اور کسی کو گورا، کالی آنکھوں والا، کوئی کم قد والا کسی کو لمبے قد والا، کسی کو چھوٹے چھوٹے ہاتھوں والا اور کسی کو دبی ناک والا بنایا۔

آخر خلیات کو یہ کیسے علم ملتا ہے کہ یہ قطرے جس انسانوں کے ہیں، ان کی نسلوں میں ان کے ماں باپ کی آنکھیں نیلی ہیں یا ان کے ماں باپ کی ناک دبی ہوئی اور قد کم ہے یا ان کے ماں باپ اونچے اونچے قد والے ہیں یا ان کے ماں باپ کالے اور موٹے ہونٹ والے ہیں۔ یا

ان کے ماں باپ گورے اور کالی آنکھوں والے ہیں، وہ عام طور سے ان کے بچے اسی ہیئت، اسی رنگ، اسی شکل وصورت اور اسی قد کے بناتے ہیں آخر بے جان، عقل سے خالی خلیات کو کون ہے جو ہدایت کرتا ہے؟ بے شک یہ صرف اللہ کی صفت ہدایت کا راز ہے، جو ایسی تخلیق کرتی ہے۔ **لَا خَالِقَ اِلاَّ اللّٰہ** اس کے سوا کوئی دوسرا خالق نہیں۔

اللہ تعالی نے تمام مخلوقات میں انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا، بہترین صورت سے مراد صرف چہرے کی خوبصورتی نہیں؛ بلکہ انسان کی پوری ساخت، اس کی تمام صفات، قوت، صلاحیتیں، اخلاق، کردار اور سوچ، سمجھ سب اس کے مفہوم میں داخل ہیں، اسی کی وجہ سے وہ کائنات کی بہت ساری چیزوں کو اپنے استعمال میں لاتا اور ان کا علم جانتا ہے، اس کو ہر طرح کی معلومات حاصل کرنے والی عقل دی گئی، پھر اس سے رہبری اور نتائج نکالنے کے لئے اعلی درجہ کا ذہن دیا گیا، اس کو معرفتِ الٰہی حاصل کرنے اور روحانی طاقت بڑھانے کی صلاحیت بھی دی گئی، جو اس کو ترقیوں پر پہنچاتی ہے۔ **لَا خَالِقَ اِلاَّ اللّٰہ**

انڈوں سے پیدا ہونے والے جانداروں پر غور کیجئے

اللہ تعالی بہت سارے جانداروں کو انڈوں میں بنا کر پیدا کرتا ہے، ان میں پرندے بھی ہیں اور کیڑے مکوڑے حشرات الارض بھی ہیں، اللہ تعالی انڈوں کی تخلیق بھی پرندوں کے پیٹ میں نر اور مادہ کے مادۂ منویہ کے ملنے سے کرتا ہے، جس طرح ماں کے پیٹ میں اللہ تعالی خلیات پیدا کر کے، انسانوں اور جانوروں کے اعضاء بناتا ہے، اسی طرح بند انڈوں میں بھی خلیات پیدا کر کے پرندوں اور کیڑوں مکوڑوں کے اعضاء بناتا اور پیدا کرتا ہے، یہ اللہ تعالی کی صفتِ تخلیق کا کمال ہے کہ وہ جس طرح ماں کے پیٹوں میں مختلف قسم کے جانور اور مختلف انسان بناتا اور پیدا کرتا ہے، اسی طرح انڈوں میں طرح طرح کے رنگین اور خوبصورت پرندے اور کیڑے مکوڑے پیدا کرتا ہے۔

انڈوں پر غور کیجئے! جانوروں میں چیونٹی کا انڈا، مکھی اور مچھر کے انڈے، مچھلی کے انڈے انتہائی چھوٹے اور باریک ہوتے ہیں۔ مرغی، بطخ، چڑیا، طوطا اور مینا کے انڈے اوسط

ہوتے ہیں، سب سے بڑے انڈے ہنس ،سارس اور شتر مرغ کے ہوتے ہیں، ان تمام انڈوں میں اللہ تعالی اپنی تخلیق سے بچہ بناتا ہے، جبکہ انڈوں میں اندر جانے کے لئے کوئی راستہ اور سوراخ ہی نہیں ہوتا اور نہ غذا، ہوا اور پانی جانے کا راستہ ہی ہوتا ہے، وہ بند انڈے میں پانی پر بچہ تیار کرتا ہے، اسے ۲۱ تا ۶۰ دنوں انڈے میں زندہ رکھتا ہے اور پھر باہر آنے کی طاقت دیتا ہے۔

تمام انڈوں میں صرف پانی کی شکل میں گاڑھا، گاڑھا مادہ جسے ہم سفیدی اور زردی کہتے ہیں ہوتا ہے، اندر کوئی آلہ اور سانچہ بھی نہیں ہوتا، مگر پھر بھی طرح طرح کے پرندے، مور، طوطا، مینا، کوا، کبوتر اور ہر قسم کے کیڑے، سانپ، مگرمچھ، چیونٹی، مکوڑے، دیمک نکلتے ہیں، سوائے اللہ تعالی کے دوسری ذات نہیں جو انڈوں میں بچہ بنا سکے۔

انڈوں میں تخلیق پر غور کیجئے! ماں کے پیٹ میں جو بچہ بنتا ہے، پھر بھی وہ رحم میں رہ کر ماں کے ساتھ ہوتا ہے، مگر انڈوں میں جو بچے بنتے ہیں اللہ تعالی کی تخلیق کا کھلا کمال دیکھئے کہ وہ انڈے ماں سے بالکل الگ ہو جاتے ہیں، صرف پرندہ ان پر بیٹھتے ہیں اور ۲۱ تا ۳۰ دنوں صرف گردش دیتے رہتے ہیں، ماں سے الگ ہونے کے باوجود، ماں سے تعلق قائم نہ رہنے کے باوجود، پرندہ اپنی نسل کا ہی بچہ بنتا ہے، بے شک یہ صرف اللہ تعالی کی تخلیق کا کمال ہے

انڈوں میں بھی خلیات آنکھوں کی جگہ آنکھیں، کان کی جگہ کان، ناک کی جگہ ناک، پیروں اور پروں کی جگہ پیر اور پر، ہاتھوں کی جگہ ہاتھ، دل ودماغ کی جگہ دل ودماغ، معدہ، آنتیں، گردہ، کلیجی، سب اعضاء چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے انڈوں میں تیار کرتے ہیں، وہاں بھی خلیات یہ غلطی نہیں کرتے کہ ایک آنکھ بڑی اور دوسری چھوٹی بنادے، ایک پر بڑا اور دوسرا چھوٹا بنادے، یا گردن بڑی بنادے یا معدہ کی جگہ پوٹا اور پوٹا کی جگہ معدہ بنادے، ایسی کوئی غلطی نہیں کرتے، دنیا کی مشینیں مال تیار کرتے کرتے، اسکراپ مال اور نقص کا مال بھی بنادیتی ہیں، مگر خلیات کوئی غلطی نہیں کرتے، اللہ تعالی کی اس تخلیق پر غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ دنیا کی بڑی سے بڑی لباریٹری بھی کسی چیز کو اس طرح نہیں بنا سکتی، انڈوں میں

بھی تخلیق کا کام بہت نازک اور باریک ہے۔

یہ بھی غور کیجئے کہ اللہ تعالی انڈوں سے پیدا ہونے والے تمام پرندوں اور کیڑے مکوڑوں میں وہ تمام خصوصیات، عادات، طبیعت، مزاج اور فطرت دیتا ہے، جو ان کی نسل میں ہوتی ہیں اور وہ بغیر کسی بیروی تربیت ورہنمائی کے اپنا کام کرنا شروع کردیتے ہیں، مثلاً مچھلی کا بچہ انڈے سے نکلتے ہی تیرنا شروع کر دیتا ہے، جبکہ اس نے ماں باپ کو کبھی تیرتا ہوا نہیں دیکھا؟ انڈے حالاں کہ ماں سے علیحدہ ہوکر بچوں کی شکل میں تیار ہوتے ہیں، ایسا بھی نہیں کہ بچہ انڈے میں ماں کے پیٹ ہی میں بنتا ہے، مگرمچھ کی مادہ کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ انڈے دے کر انکو ریت میں محفوظ کر کے چلی جاتی ہے، جب انڈوں میں بچے پورے بن جاتے ہیں تب آکر ریت ہٹاتی ہے اور بچے انڈوں میں سے نکل کر سیدھے پانی کی طرف دوڑتے ہیں، یہ سب اللہ تعالی کی تخلیق کا کمال ہے۔ **لا خالق الا الله**

جن پرندوں کے دو انڈے ہوتے ہیں، خلیات کو کس نے ہدایت دی کہ ایک سے نر اور دوسرے سے مادہ بنانا ہے، جو جوڑا بن کر پیدا ہوں گے، آخر وہ غلطی کیوں نہیں کرتے کہ دونوں میں نر یا دونوں میں مادہ بنا ڈالیں، جبکہ دونوں انڈوں میں کوئی تعلق اور ربط نہیں ہوتا، دونوں میں الگ الگ خلیات ہوتے ہیں، آخر انہیں کون ہدایت دیتا ہے کہ باز وانڈے میں نر تیار ہو رہا ہے اور ہم مادہ تیار کریں، اسی طرح پیدا ہونے میں نر پہلے پیدا ہوتا ہے، دوسرے دن مادہ پیدا ہوتی ہے، اس طرح خلیات کو یہ بھی معلوم ہے کہ مادہ نر سے چھوٹی ہوتی ہے، اس لئے دوسرے دن پیدا ہوتی ہے، ذرا غور کرو اللہ تعالی کا کیسا تخلیقی نظام ہے۔

جن پرندوں اور جانوروں کے دو سے زائد انڈے ہوتے ہیں، ان میں نر اور مادہ کا تناسب الگ الگ ہوتا ہے وہ جوڑے بن کر پیدا نہیں ہوتے۔

جن جانداروں کو ایک ہی بچہ ہوتا ہے ان کے پیٹ سے نر یا مادہ بنا کر پیدا کرتا ہے، جن کو چار پانچ بچے یا سَو سَو انڈے ہوتے ہیں، مثلاً سور، بلی، کتیا، شیرنی، مچھلی، مینڈک، چیونٹی، مگرمچھ، سانپ، مچھر، مکھی تو نر اور مادہ کا تناسب الگ الگ رکھتا ہے، وہ دنیا میں آنے کے بعد جوڑا

تلاش کر لیتے یا ایک نر چار مادہ وغیرہ جیسی زندگی گزارتے ہیں۔

اللہ تعالی کی تخلیق پر غور کیجئے کہ انسانوں اور جانوروں کی پیدائش میں کیسا فرق رکھا ہے؟ اللہ تعالی تمام انسانوں کی صورت، آواز، طبیعت، مزاج اور فطرت الگ الگ بنا کر پیدا کرتا ہے، ایک ہی ماں باپ کے پانچ بچوں کی طبیعت، فطرت الگ الگ ہوتی ہے، حالانکہ تمام انسان ایک ہی پانی، ایک ہی قسم کی غذائیں اور ایک ہی ہوا استعمال کرتے ہیں، بے شک یہ اللہ تعالی کا کمال ہے اس جیسا تخلیق کرنے والا کوئی دوسرا نہیں۔ **لَا خَالِقَ اِلا اللّٰہ.**

اس کے برعکس وہ جانوروں کو اس طرح پیدا نہیں کرتا، ہر اقسام کے جانوروں کو ایک ہی شکل وصورت، ایک ہی آواز، اور ایک ہی طبیعت، مزاج اور فطرت والا بنا کر پیدا کرتا ہے، مثلاً دنیا کے تمام کوے کو ایک ہی رنگ، ایک ہی آواز اور ایک ہی طبیعت و مزاج اور فطرت کے ساتھ پیدا کرتا ہے، کسی کو دیکھ کر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ ہندوستان کا کوا ہے یا جاپان کا کوا ہے، اسی طرح پوری دنیا میں اونٹ، ہاتھی، شیر، ببر، گائے، بھینس اور بکری ہر جگہ اپنی اپنی اقسام میں ایک ہی شکل وصورت، ایک ہی آواز اور ایک ہی فطرت و مزاج اور ایک ہی لمبائی اور چوڑائی کے ساتھ پیدا کرتا ہے، ہم کسی اونٹ کو دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ عربستان کا اونٹ ہے یا ہندوستان کا اونٹ، یہ امریکہ کا ہاتھی ہے یا افریقہ کا ہاتھی، ان کی شکل وصورت اور ہیئت وجسامت پوری دنیا میں ایک جیسی ہونے کی وجہ سے ہم کہیں پر بھی دیکھ لیں تو فوراً پہچان لیتے ہیں کہ یہ شیر ہے، یہ گینڈا ہے اور یہ زیبرا ہے۔

مگر انسانوں میں ہر ہر انسان کی صورتوں، شکلوں، طبیعتوں، مزاجوں، عقلوں اور فطرتوں کو الگ الگ بنا کر پیدا کرتا ہے، یہاں تک کہ ان کی آوازوں کو بھی الگ الگ بنا کر پیدا کرتا ہے، جس کی وجہ سے ہم انسانوں کو دیکھے بغیر صرف ٹیلیفون پر ان کی آواز سن کر پہچان لیتے ہیں، پھر اتنا ہی نہیں عورت اور مرد کی آواز الگ الگ بنا دی اور ان کی طبیعت، فطرت الگ الگ کر دی، یہاں تک کہ ہر عورت اور ہر مرد کی آواز ایک دوسرے سے بالکل الگ یعنی ایک عورت کی آواز دوسری عورت سے اور ایک مرد کی آواز دوسرے مرد سے نہیں ملتی، جب کہ سارے مرد

اور ساری عورتیں ایک ہی غذا اور ایک ہی ہوا ایک ہی قسم کے پھل پھلاری اور ایک ہی زمین پر رہتے ہیں، ایک ہی قسم کے موسموں میں پرورش پاتے ہیں، ہر ایک کہ منہ میں ۳۲،۳۲ دانت، وہ بھی ایک ہی قسم کے، ان کی زبانیں بھی ایک ہی قسم کی اور ان کے حلق بھی ایک ہی قسم کے ہوتے ہیں۔ آخر خلیات آوازوں میں کیسے فرق پیدا کرتے ہیں؟ اگر بہت سے مرد اور عورتوں کے دانت نکال کر باہر ڈال دیں تو ہم پہچان نہیں سکتے کہ یہ مرد کے دانت ہیں یا عورت کے۔

چنانچہ اللہ تعالی کی تخلیق سے ہر ملک اور ہر علاقے کے انسان الگ الگ شناخت رکھتے ہیں، چین کے لوگوں کو دبی ناک والا چھوٹے قد کا بنایا۔ امریکہ کے لوگوں کو گورے اور نیلی آنکھوں والا بنایا۔ انڈونیشیا، ملیشیا، جاپان اور سنگاپور کے لوگوں کو چھوٹے قد اور چھوٹے ہاتھ والا بنایا۔ افریقہ کے لوگوں کو کالے اور موٹے ہونٹ والا بنایا۔ پہاڑی علاقوں کے لوگوں کو اونچے اونچے لمبے قد والا بنایا۔ کسی کو گندمی رنگ والا اور اوسط قد والا بنایا، کسی کو بالکل کالا اور کسی کو بالکل گورا بنایا۔

غرض پوری دنیا کے جانوروں میں کوئی فرق نہیں ہوتا، یکسانیت ہی یکسانیت ہوتی ہے مگر دنیا کا ہر انسان الگ الگ رکھا گیا۔ **لَا خَالِقَ اِلا اللّٰہ**

یہ بھی غور کیجئے خلیات کو کس نے ہدایت دی کہ وہ جن انڈوں میں بچے تیار کر رہے ہیں وہ کن کن پرندوں کے ہیں؟ ان کی نسل اور اقسام کیسے ہیں؟ اس لئے کہ کبوتروں میں بے انتہا الگ الگ اقسام ہوتے ہیں، چڑیوں میں بہت سے اقسام ہوتے ہیں، طوطوں میں بہت سے اقسام ہوتے ہیں، چیونٹیوں میں دو اقسام ہوتے ہیں، لال اور کالی چیونٹی، مچھلیوں میں بہت سے اقسام ہوتے ہیں۔ خلیات انڈوں میں ان کی نسلوں اور اقسام کو دیکھے بغیر اللہ تعالی کی ہدایت سے اسی طرح کے پرندوں کے بچے اور کیڑے بناتے ہیں، یہ شان صرف اللہ تعالی کی تخلیق کی ہے، **لَا خَالِقَ اِلا اللّٰہ** اس جیسی تخلیق کرنے والا کوئی دوسرا نہیں۔

غرض جانوروں میں ایک ہی جانور کے جب کئی اقسام ہوتے ہیں تو ان کے انڈوں اور پیٹ سے پیدا ہونے والے بچے اپنے اپنے اقسام ہی کی ہیئت، جسامت، شکل وصورت،

طبیعت اور مزاج لے کر پیدا ہوتے ہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ بچے ان کے عکس ہیں، مثلاً گھروں میں پلنے والے کبوتروں اور انسانوں سے دور رہنے والے کبوتروں کا مزاج الگ الگ ہوتا ہے، چیونٹیوں میں کالی چیونٹی نہیں کاٹتی، لال چیونٹی کاٹتی ہے، مکھیوں میں عام مکھیوں اور شہد کی مکھیوں کے مزاجوں اور کاموں میں فرق ہوتا ہے، چاہے وہ کبوتر یا چیونٹی یا مکھی امریکہ میں ہو یا روس میں سب ایک ہی طرح کے ہوتے ہیں، ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ امریکہ کی لال چیونٹی نہیں کاٹتی اور ہندوستان کی لال چیونٹی کاٹتی ہو۔

آخر خلیات کو یہ کس نے تعلیم دی کہ مرغ کے سر پر کلغی ہوتی ہے اور مورنی کے سر پر تاج نما پر ہوتا ہے اور مور کو شاندار خوبصورت دم جسے وہ پھیلا کرنا چتا ہے اور کبوتروں میں کسی کبوتر کی گردن پر الٹے بال، کسی کبوتر کے پیروں اور دم پر گھنے بال، جیسے ''لقّا'' کبوتر کے ہوتے ہیں۔ انہیں کیسے معلوم کے سارس کو سب سے بڑی لمبی چونچ ہوتی ہے اور پیر لمبے ہوتے ہیں بطخ کو چپونما چونچ ہوتی اور اس کے پیر ملے ہوئے چپونما ہوتے ہیں، مرغیوں میں چینی مرغی عام مرغیوں سے الگ ہوتی ہے، آخر خلیات کیسے ہدایت یافتہ ہوتے ہیں؟ انہیں کیسے معلوم کہ اللہ تعالی نے الّو کو ایسی پلکیں دی ہیں جو پوری اوپر سے نیچے کی طرف آکر آنکھوں کو بند کرتی ہیں اور اس کی آنکھیں بڑی بڑی گول ہوتی ہیں، ان کو یہ کس نے ہدایت دے رکھی ہے کہ طوطا پھل کھائے گا، اس لئے اس کو پھلوں کو کترنے کے قابل چونچ چاہئے، کسی پرندے کو درختوں میں سوراخ کر کے گھونسلہ بنانے کے لئے لمبی چونچ چاہئے، یہ سب کام بند انڈوں میں ہو رہا ہے، جو ماں باپ سے الگ ہیں، اگر ہم انڈوں کو پھوڑ کر دیکھیں تو ان میں پرندوں کا نہ رنگ ہوتا ہے، نہ ان پر پرندوں کی ہیئت اور نہ ان کی شکل وصورت کا کوئی شائبہ، مگر اللہ تعالی خلیات کو ایسی ہدایت دیتا ہے کہ وہ پرندوں کو دیکھے بغیر اسی اقسام کے پرندوں کے بچے وہ انڈوں میں تیار کرتے ہیں، پھر ہر پرندے کی آواز کو اللہ تعالی نے اپنی تخلیق سے الگ الگ بنایا، اگر سب کی آواز ایک جیسی ہی ہوتی تو انسان لطف نہیں اٹھا سکتا، ایک جانور کی آواز دوسرے جانور سے نہیں ملتی، مثلاً کتے کی آواز الگ، گدھے کی آواز الگ، شیر کی آواز الگ، کوا کی آواز الگ، کبوتر کی آواز الگ اور بکری

کی آواز الگ، یہ بھی اللہ کی تخلیق کا کمال ہی کمال ہے، **سبحان اللہ** ہم جانوروں کو دیکھے بغیر صرف ان کی آوازوں سے ان کو پہچان لیتے ہیں۔

پھر یہ بھی غور کیجئے کہ خلیات کو یہ کس نے علم دیا کہ پرندوں کی ہڈیوں میں گودہ نہ ہو بلکہ ہوا ہو اس لئے کہ ان کو ہوا میں اڑنا ہے اور اڑنے کے لئے وزن کم سے کم ہونا ضروری ہے، لہٰذا پرندوں کی بڑی تعداد میں ہڈیوں میں گودہ نہیں ہوتا۔ بے شک اللہ تعالی اپنی تخلیق بڑی حکمت سے کرتا ہے۔

اللہ تعالی کی تخلیق پر غور کیجئے، وہ جن جانوروں کو گرم ممالک میں پیدا کرتا ہے، وہاں گرمی زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کے جسموں پر بال کم پیدا کرتا ہے؛ تا کہ وہ وہاں کی آب وہوا میں آسانی سے زندگی گزار سکیں، اسی طرح جن جانوروں کو اللہ تعالی سرد برفانی علاقوں میں پیدا کرتا ہے، وہاں سردی زیادہ ہونے کی وجہ سے عموماً ان کے جسم پر بڑے بڑے، گھنے بال یا موٹی کھال رکھتا ہے، اونٹ کو اللہ تعالی گرم علاقے میں ریگستانوں میں پیدا کرتا ہے اور وہاں پانی اور چارے کی کمی کی وجہ سے اسے کم چارے اور کم پانی پر زندگی گذارنے کے قابل بناتا ہے۔

اللہ تعالی کی صفت تخلیق کو شتر مرغ میں غور کیجئے

اللہ تعالی انڈے کو ترقی دے کر ایک چوزہ نکالتا ہے اور اس چوزے کو بڑا کر کے پرندہ بناتا ہے، تمام پرندوں میں سب سے بڑا پرندہ اللہ تعالی نے شتر مرغ کو بنایا، اس کو اتنا بڑھایا کہ دنیا میں اس کا قد انسان سے اونچا دیکھا گیا اور وہ زیادہ سے زیادہ ۸ فٹ تک اونچا ہوتا ہے، مگر اس کو اڑنے کے قابل نہیں بنایا؛ بلکہ اللہ تعالی نے اس کے پیروں میں دوڑنے کی صلاحیت دی ہے اور وہ ۵۰ میل فی گھنٹے کی رفتار سے دوڑ سکتا ہے، اس کی ٹانگیں لمبی لمبی ہوتی ہیں، پنجے بڑے تیز ہوتے ہیں، شیر کو لگ جائے تو وہ زخمی ہوسکتا ہے، انڈے سے نکلنے والے اس پرندے میں اللہ نے اپنی تخلیق سے یہ کمال رکھا ہے کہ وہ ۱۵ فٹ تک چھلانگ لگا سکتا ہے، اللہ تعالی نے تمام پرندوں میں اس کی آنکھیں سب سے بڑی رکھیں، اس کی آنکھوں کا ڈھیلا ایک سرے سے دوسرے تک ۲ انچ لمبا ہوتا ہے، اللہ تعالی نے تمام پرندوں میں اس کا انڈا بھی بڑا اور وزنی رکھا؛

چنانچہ ایک انڈے کا اوسط وزن تقریباً ڈیڑھ کلو ہوتا ہے اور لمبائی چھ انچ تک ہوتی ہے، تمام انڈوں میں سب سے بڑا خلیہ شتر مرغ کا ہوتا ہے، تمام انڈوں اور پودوں کے بیجوں میں ایک ایک ہی خلیہ ہوتا ہے، جو تقسیم ہو کر پورا چوزہ یا پودا بنتا ہے، بیشک یہ اللہ تعالی کی تخلیق کا کمال ہے۔ تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ شتر مرغ کا ایک انڈا مرغی کے ۲۴ انڈوں کے برابر ہوتا ہے، اس کے انڈے کا خول بھی سخت اور مضبوط ہوتا ہے، جس پر ڈیڑھ سو کلو وزنی شتر مرغ بیٹھ سکتا ہے، اس کی مادہ ہر سال ۱۰ سے ۷۰ انڈے دے سکتی ہے، اللہ تعالی کی تخلیق وہدایت کا کمال دیکھئے کہ اس میں پہچان کی یہ صلاحیت رکھی ہے کہ اگر کئی مادہ ایک ساتھ رہ رہی ہوں اور ان کے انڈے دینے سے وہ مل جاتے ہوں، تو وہ اپنے اپنے انڈوں کو پہچان کر الگ الگ کر سکتی ہیں، یہ صرف اللہ تعالی کی تخلیق کے شاہکار ہیں، انسان اس پر غور کرے گا تو پکار اٹھے گا کہ اس کے سوا کوئی خالق نہیں۔ لَا خَالِقَ اِلَّا اللّٰہ

اللہ تعالی کی صفت تخلیق کو سانپ میں غور کیجئے

اگر آپ غور کریں گے تو اللہ تعالی کی تخلیق پر حیرت ہی حیرت بڑھتی چلی جائے گی، سانپ ایک ایسا جانور ہے، جو انڈے سے پیدا ہوتا ہے، اللہ تعالی اسے بڑھاتا ہے اور اتنا لمبا کرتا ہے کہ دنیا میں ''اژدہے'' نام کے سانپ کی لمبائی ۳۳ فٹ تک اور ''اناکونڈا'' ۳۸ فٹ تک لمبا دیکھا گیا، اللہ تعالی ان کو انڈے سے پیدا کر کے بعض کو ۲۸ سے ۳۰ برسوں تک زندہ رکھتا ہے، اس کی رفتار لمبے فاصلے میں تین سے سات میل فی گھنٹہ اور کم فاصلے میں قریب قریب ۲۰ میل فی گھنٹہ ریکارڈ کی گئی، انسان اس کی دوڑ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ افریقہ میں بعض بڑے سانپ چھ فٹ تک سر اوپر اٹھا سکتے ہیں، بعض سانپ دور سے پچکاری آنکھوں پر مارتے ہیں، وہ اپنے دشمن پر آٹھ فٹ تک اپنی پچکاری مار سکتے ہیں، اس پچکاری سے انسان کی آنکھیں ضائع ہو جاتی ہیں، یہ سب اللہ تعالی کی تخلیق کے کرشمے ہیں، جو ایک معمولی انڈے سے سانپ پیدا کر کے اس میں یہ کمالات دیتا ہے۔

اسی طرح انڈوں سے پیدا ہونے والے کیڑوں میں ایک کیڑا کن کھجورا ہے، جس کو تمام

کیڑوں میں سب سے زیادہ ٹانگیں اللہ تعالی نے دی ہیں، اس کی زیادہ سے زیادہ ۷۵۰ ٹانگیں دیکھی گئیں، جو مخصوص انداز کا کن کھجورا ہوتا ہے، گویا یہ دنیا میں سب سے زیادہ ٹانگوں والی مخلوق ہے، بیشک یہ اللہ تعالی کی تخلیق کا شاہکار نمونہ ہے، جب یہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے جسم میں بہت کم حلقے ہوتے ہیں، لیکن ہر بار جب وہ اپنا چولا یا خول جھاڑتا ہے، تو اس کے حلقوں میں اضافہ ہو جاتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ اسکی ٹانگیں بھی بڑھتی جاتی ہیں، ایک جوان کن کھجورے میں اوسط ۵۰ حلقے اور ۱۰۰ ٹانگیں ہوتی ہیں۔

اللہ تعالی کی تخلیقی صفت کو کچھوے (Turtle، تامبیل) میں غور کیجئے

انڈوں سے پیدا ہونے والے جانوروں میں کچھوا بھی ایک جانور ہے، جس کو اللہ تعالی انتہائی مضبوط خول دے کر پیدا کرتا ہے، اللہ نے اس کو پانی کا جانور بنایا؛ مگر رات کے وقت یہ اکثر چٹانوں پر سوتا ہے، جب سمندروں میں ہوتا ہے تو دیکھنے میں ایسا لگتا ہے کہ اللہ تعالی نے جیسے سمندر میں گول گول پتھر رکھے ہیں، یہ مچھلی کی طرح پانی میں سانس نہیں لے سکتا؛ بلکہ اپنے پھیپھڑوں میں اتنی ہوا بھر لیتا ہے جو اس کو چار پانچ گھنٹوں کام آتی ہے، پھر یہ سانس لینے کے لیے پانی کے اوپر آتا ہے، یہ زیادہ سے زیادہ 375 کیلوگرام وزنی ہوتا ہے، اتنا وزنی ہونے کے باوجود آسانی سے پانی میں تیرتا ہے۔ جب اس کو دشمن کا خطرہ محسوس ہوتا ہے تو اپنے آپ کو خول میں اندر سکڑ لیتا ہے، اللہ تعالی نے اس کی مادہ کو یہ صلاحیت دی ہے کہ وہ پانی سے باہر آ کر ریت یا مٹی میں 7 سے 15 فٹ گہرا گڑھا کھودتی اور اس میں انڈے دے کر ریت سے ڈھانپ دیتی ہے۔ اللہ تعالی کی ہدایت سے پورے انڈے ایک جگہ نہیں دیتی، دو تین جگہوں پر دیتی ہے، تاکہ اگر ایک جگہ کے انڈے دشمن کھا جائیں تو دوسری جگہ کے ضائع نہ ہوں۔ اس کے انڈے عام طور پر بھالو، کتے، نیولے اور انسان شوق سے کھاتے ہیں۔ اس کے گوشت کا سوپ بنا کر انسان پیتا ہے، اس کے گوشت اور پیٹھ کی کڑی کھال اور چربی سے فائدہ اٹھاتا ہے، اس کی مادہ سو سے دو سو تک انڈے دیتی ہے۔ مادہ انڈے دینے کے بعد گڑھا میں ڈھانپ دیتی ہے، یہ انڈے سورج کی گرمی نیز زمین اور ریت کی گرمی سے بچے بننے کے قابل ہو جاتے ہیں، اللہ

تعالی 60 سے 65 دنوں میں بچے تیار ہونے کے بعد سورج کی گرمی سے انڈوں کے پھوٹنے کا انتظام کرتا ہے، تمام بچے مل کر ریت کو اندر سے ہٹا ہٹا کر باہر نکلتے ہیں، مگر زمین کی سطح پر آنے سے پہلے ان کو کئی خطرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ایک تو دن کے اوقات میں کوئی بھی شکاری جانور ان کو کھا سکتا ہے یا سورج کی روشنی کی وجہ سے ریت گرم ہوتی ہے جس پر ان کو رینگنا مشکل ہوتا ہے، اس لیے وہ دن کے ختم ہونے اور رات کے شروع ہونے کا انتظار کرنے کے لیے زمین کی سطح کے قریب آ کر رک جاتے ہیں، رات شروع ہوتے ہی زمین کی سطح پر ظاہر ہو کر فوراً پانی کی طرف رینگتے ہیں، ذرا غور کیجیے! انڈوں سے نکلنے والے بچوں کو اللہ تعالی کیسی ہدایت دے کر ان کی حفاظت فرما رہا ہے، یہ سب اللہ تعالی کی صفت تخلیق کے کمالات ہیں جو ان کو ایسی ہدایت دیتا ہے۔ بعض کچھوے تو سینکڑوں میل کا فاصلہ طے کر کے اپنے پیدائشی مقام پر آ کر انڈے اسی ساحل پر دیتے ہیں۔ آخر یہ ہدایت ان کو کس طرح دی جاتی ہے۔

اللہ تعالی نے کچھوے کو بغیر کانوں کے بنایا اور یہ سننے کا کام اپنی آنکھوں سے لیتا ہے۔ کچھوا، سانپ اور چھپکلی کے خاندان میں رہتے ہوئے انسانوں کا دوست ہوتا ہے، اگر ہم کائنات کی تمام مخلوقات میں غور کرتے چلے جائیں تو اللہ تعالی کی قدرت اور تخلیق پر حیرت ہی حیرت ہوتی چلی جائے گی۔ یہاں صرف اللہ تعالی کی صفت تخلیق پر غور و فکر کرنے کے لیے ان چند جانوروں کی مثالیں دی گئی ہیں۔

درختوں اور پودوں کی تخلیق پر غور کیجیے

اللہ تعالی تقریباً تمام درختوں اور پودوں کو بیج سے بناتا اور پیدا کرتا ہے، گویا بیج بھی درختوں کے انڈے ہی ہیں، جس طرح وہ جانوروں کو انڈوں سے نکالتا ہے، اسی طرح تقریباً درختوں اور پودوں کو بیجوں سے پیدا کرتا ہے، جس طرح ہم انڈے کو پھوڑ کر دیکھیں تو اس میں چوزہ نہیں ہوتا، اسی طرح بیج کو توڑ کر دیکھیں تو اس میں نہ پودا ہوتا ہے اور نہ پودے کے پتے اور پھل پھول کی کوئی شکل وصورت ہی ہوتی ہے، جس طرح جانداروں کے نطفوں میں کوئی رنگ اور شکل وصورت نہیں ہوتی اسی طرح بیج میں بھی درخت کا کوئی عکس نہیں ہوتا، ہر انڈے میں اور

ہر بیج میں اللہ تعالی ایک ایک خلیہ پیدا کرتا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالی کی تخلیق کا شاہکار ہے کہ وہ جس طرح انڈوں کو پرندوں سے الگ کر کے چوزہ بناتا ہے، اسی طرح بیجوں کو درختوں سے الگ کر کے پہلے پودا بناتا اور پھر اس پودے کو ترقی دے کر ۴۰، ۵۰ فٹ کا درخت بناتا ہے، جس طرح وہ بعض جانوروں سے سوسو، دو دو سو انڈے نکالتا ہے اسی طرح درختوں اور پودوں سے سینکروں بیج نکالتا ہے، پھر ان بیجوں سے باغات آباد کرتا ہے، کسان اپنے کھیت میں ایک ڈیڑھ تھلیے دھان بوتا ہے اللہ تعالی اس ایک ڈیڑھ تھلے کا کئی تھلے اناج عطا کرتا ہے۔

اللہ تعالی کی تخلیق کا کمال دیکھئے کہ پوری دنیا میں ہر اقسام کے درخت اور پودے ایک جیسے ہی ہوتے ہیں، مثلاً ہر اقسام کے آم کے درخت کی شکل وصورت، اس کے پتوں کی شکل وصورت اور اس کے پھلوں کی شکل وصورت ملتے جلتے ہیں اور مزا بھی تقریبا ایک جیسا شیریں ہوتا ہے، چاول، گیہوں کے تمام اقسام کے پودوں کا قد اور پتوں کی شکل وصورت ایک جیسی ہوگی۔

اسی طرح ترکاریوں کے پودوں کا قد پتیوں اور ترکاریوں کی شکل وصورت ایک جیسی ہوگی۔ البتہ ان کو کھاد طاقتور دی جائے تو پھل بڑے بڑے ہوں گے، اسی طرح ترکاریوں، اناج، غلوں اور پھلوں پودوں کو دیکھ کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ فلاں پھل کا درخت ہے یہ فلاں ترکاری کا درخت ہے، یہ چاول اور گیہوں کا ہے، یہ گھاس ہے، یہ سیم کی بیل ہے اور یہ نیم کا درخت ہے، بے شک اللہ تعالی بہترین تخلیق کرنے والا ہے۔ لَا خَالِقَ اِلَّا اللّٰہ ۔ اس جیسا تخلیق کرنے والا دوسرا نہیں، وہ جس طرح انسانوں سے مختلف طبیعت اور مزاج والے انسان نکال رہا ہے، جانوروں سے مختلف قسم کے جانور اور چرندے، پرندے اور درندے نکال رہا ہے، اسی طرح وہ پودوں اور درختوں سے مختلف سے مختلف قسم کی پیداوار نکال رہا ہے، یہ سب اس کی تخلیق کا کمال ہی کمال ہے۔ بیجوں میں چاول کا دھان، خشخش کا دانہ، زیرہ اور دھنیا جیسے بیج بھی ہوتے ہیں، ان تمام بیجوں سے اللہ تعالی پودے نکالتا ہے، جس طرح جانوروں میں نر اور مادہ رکھا، درختوں میں بھی نر اور مادہ رکھا؛ چنانچہ کھجور کے درختوں میں نر درخت کے انڈے مادے پر ڈالنا پڑتا ہے، تب کھجور

خوب آتے ہیں، دوسرے درختوں میں یہ عمل پرندوں، تتلیوں وغیرہ سے ہوتا ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ خلیوں کو یہ کیسی ہدایت اللہ نے دے رکھی ہے کہ بعض پھل اور ترکاریاں وزنی ہوتی ہیں، اس لئے ان کے پودے اور درخت نہیں ہوتے، بیلیں ہوتی ہیں اور پھر ان خلیوں کو یہ ہدایت کیسی ہے کہ کس موسم میں کونسا پھل اور کونسی ترکاری اور کونسا غلہ اناج دینا ہیں، وہ پھلوں، ترکاریوں اور اناج کو درختوں پر اگانے میں غلطی کیوں نہیں کرتے؟ ان کو یہ کیسے معلوم کہ ہر پھل اور پھول کی شکل وصورت اور رنگ کیا ہے؟ کونسا پھل کتنا بڑا اور کس ہیت کا ہوتا ہے؛ چنانچہ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ کس پھل میں کتنی مٹھاس ہونی ہے اور کس پھول میں کتنی خوشبو ہونی ہے۔ یہ سب اللہ تعالی کی صفت ہدایت ہے جو تخلیق سے ظاہر ہو رہی ہے، اس کی یہ کیسی تخلیق ہے کہ ایک ہی ہوا، ایک ہی پانی اور ایک ہی زمین سے مختلف رنگوں کے پھول پھل، پتے، درخت اور پودے نکالتا ہے۔

خلیوں اور ہارمونس پر غور کرو

تمام زندہ اور جاندار مخلوقات کو اللہ تعالی خلیوں سے بناتا اور پیدا کرتا ہے اور تمام جانداروں اور نباتات میں دو قسم کا نظام کام کرتا ہے، اللہ تعالی نے ایک ہارمون کا نظام بنایا دوسرا خلیات کا، ہارمونس جانداروں کی نشو ونما میں قابو، اصول اور ڈھنگ رکھتے ہیں، مثلاً پودا جب بڑھنے لگتا ہے تو یہ ہارمونس پودے کو اوپر بڑھانے لگاتے ہیں، شاخوں کو نیچے بڑھنے سے روکتے ہیں، اس کو سمجھنا ہو تو یوں سمجھئے کہ اگر ہم نیچے کی ڈالیوں کی نوکیں نکال دیں تو وہ تیزی سے نیچے بھی بڑھتا ہے، جس کی عام شکل بیلوں میں نظر آتی ہے، اس لئے تمام پودے جیسے جیسے بڑھتے ہیں، تنے پر پتے ڈالیاں نہیں نکالتے، ہارمونس کا نظام جب بگڑتا ہے تو جسمانی نظام قابو میں نہیں رہتا۔

اللہ تعالی تمام جانداروں اور نباتات کے جسم بڑھنے کے قابل رکھا ہے اس کے لئے ان کے جسم کے اعضاء میں ان کی لمبائی چوڑائی کو ہر روز بڑھاتا ہے، اس لئے اللہ تعالی نے تمام جانداروں کی نشو ونما کے لئے خلیات کی تقسیم رکھا ہے، جس سے نئے خلیے پیدا ہوتے اور جسم کو بڑھانے میں مدد کرتے ہیں، پودوں میں بھی نشو ونما خلیوں کی تعداد کے اضافے سے ہوتی ہے،

بیج یا انڈے میں صرف ایک چھوٹا سا خلیہ اللہ تعالی پیدا کرتا ہے، جو خردبین سے دیکھا جاسکتا ہے، پھر اللہ تعالی ایک سے دو اور دو سے چار اور چار سے آٹھ اور آٹھ سے سولہ، اسی طرح ہزاروں خلیے پیدا فرماتا ہے، مگر پودا اور حیوان بنانے کی تمام ہدایات اس پہلے خلیے ہی میں ہوتی ہے، جو دوسرے خلیوں میں وہ منتقل کرتا ہے، ابتدائی مرحلے میں خلیہ الگ الگ ہو جائیں تو وہ ایک مکمل جاندار بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں، مگر تقسیم کے بعد جب وہ اپنے اعضاء اور جسم کا حصہ بنانے پر لگ جائیں، وہاں الگ ہو کر علیحدہ جاندار نہیں بناسکتے، خلیے چربی اور پروٹین سے بنی پرت سے ڈھکے رہتے ہیں، وہ کاربوہائیڈ، پانی، برق پارے اور تُرشے کا مجموعہ ہوتے ہیں۔

جس طرح تمام زندہ چیزوں کا انحصار خلیوں پر ہے، پودوں کی اصل بھی خلیات پر ہے، تمام اعضاء اور جسم کے حصوں کی کارکردگی کا انحصار خلیوں پر ہے، خلیے توانائی حاصل کرتے، غذائی مادوں کی کارآمد چیزوں کو لے لیتے اور بیکار مادوں کو خارج کردیتے ہیں، بیرونی حملوں سے جسم کی حفاظت بھی کرتے ہیں، ایک خلیہ تقسیم ہو کر دوسرے خلیہ کو صحیح طور پر تیار کرتا ہے۔

حیوانی خلیوں اور نباتات کے خلیوں کے درمیان اختلافات پائے جاتے ہیں۔ صرف خلیوں کا ڈھیر جمع ہو جانے سے حیوانات یا نباتات کی شکل وصورت اور ہیئت نہیں بنتی؛ بلکہ ان خلیوں کو مناسب طریقوں سے ہدایت ضروری ہے، تا کہ ہر کوئی اپنا اپنا مخصوص کام انجام دے سکیں، یہ ہدایت صرف اللہ تعالی کی طرف سے ہوتی ہے؛ چنانچہ اللہ تعالی پہلے سے خلیے میں ساری ہدایت ودیعت کر کے پیدا فرماتا ہے، خلیے تقسیم ہو کر پودے کے خاص خاص حصوں میں رہتے ہیں اور پودے کے خاص حصے جڑوں کی نوک، شاخیں اور کلیاں ہیں پودوں میں بھی خلیوں کی تعداد بڑھنے سے نشو ونما تیز ہوتی ہے، جانداروں میں نشو ونما کی شرح ہمیشہ یکساں نہیں رہتی، حیوانات میں نشو ونما ایک خاص عرصہ تک ہوتی ہے، اولین زمانے میں نشو ونما کا عمل بہت تیز ہوتا ہے، جاندار جیسے جیسے بالغ ہو جائے یا اس کے اعضاء اصلی ہیئت اختیار کرلیں تو نشو ونما آہستہ آہستہ گھٹ جاتی، کم ہو جاتی یا بالکل رک جاتی ہے، مگر نباتات میں نشو ونما آخر تک جاری رہتی ہے، اس لئے کہ درخت اور پودوں کو مرنے تک پتے، ڈالیاں اور پھول پھل نکالتے ہی

رہنا ہے، اس لئے پودوں کے خلیے ہمیشہ نشونما جاری رکھتے ہیں۔

جانوروں میں پودوں کی طرح نشو ونما کے مخصوص علاقے اور حصے نہیں ہوتے، پورے جسم میں ایک ہی وقت میں ہاتھوں، پیروں، دل ودماغ، آنکھوں اور کانوں کی پرورش ونشو ونما کرتے رہتے ہیں۔ ہارمونس اس کے توازن کو باقاعدہ بناتے ہیں، نشو ونما کی مدت ختم ہونے کے بعد تمام جانور اپنے اپنے اقسام میں ایک جیسے نظر آتے ہیں، ذرا غور کیجئے کہ اللہ تعالی بے جان خلیوں سے کیسے تخلیق کا کام لیتا ہے۔

پودوں میں خلیے لمبوترے ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے پودے کی لمبائی میں اضافہ ہوتا ہے، پودوں کی نشو ونما میں ملکی موسموں کا بڑا دخل ہوتا ہے، گرم مما لک میں پودے نشو ونما میں کافی وقت لیتے ہیں، دن اور رات کی لمبائی، روشنی کی مقدار، سمت، درجۂ حرارت، ہوا اور دباؤ اس پر اثر انداز ہوتے ہیں، نشو ونما کی رفتار متاثر ہوتی ہے، خلیوں کی تقسیم پودوں میں ساری عمر تک جاری رہتی ہے، جس کی وجہ سے پودے زندہ رہنے تک نئی جڑیں، شاخیں اور پھول پھل پیدا کرتے رہتے ہیں، کچھ خلیے جڑوں سے پانی اور معدنی نمکیات حاصل کرتے ہیں اور پودوں کے دوسرے حصوں تک پہنچاتے ہیں، کچھ خلیے تنے کو سہارا دے کر طاقت پہنچاتے ہیں، کچھ ہوا اور روشنی کو پتوں کے ذریعہ جذب کرکے توانائی پیدا کرتے ہیں۔

جب کوئی چیز زیادہ استعمال ہوتی ہے تو وہ پرانی ہوکر کمزور پڑتی اور گھس جاتی ہے، مثلاً جوتا، چپل اور ٹائرس وغیرہ، اس لئے پرانی کو ہٹا کر اس کی جگہ ویسی ہی نئی چیز اور پرزہ لگا کر نئی طاقت پیدا کی جاتی ہے، جسم کے اعضاء چاہے جانداروں کے ہوں یا پودوں کے ہوں دن رات کام کرتے ہیں، جس کی وجہ سے ان اعضاء کے خلیے بھی گھس جاتے اور پرانے ہوکر مر جاتے ہیں، اللہ تعالی اپنی تخلیق سے فوراً نئے خلیے پرانے، ناکارہ اور مرے ہوئے خلیوں کی جگہ پیدا فرما دیتا ہے، خون کے خلیوں کی زندگی اللہ تعالی نے ۱۲۰ دن رکھی ہے، اس کے بعد وہ مر جاتے ہیں ہڈیوں کے گودے میں بھی نئے خلیے جگہ پاتے رہتے ہیں، اگر پرانے خلیوں کی جگہ نئے خلیوں کے پیدا ہونے اور خلیوں کی تقسیم کا عمل نہ ہو تو جانداروں کے اعضاء بیکار ہونا شروع

ہو جاتے ہیں، جلد اور ہضمی نظام میں تو ہر روز خلیے بدلتے رہتے ہیں۔

پودوں کو جب پانی دیا جاتا ہے تو خلیے پانی کو جذب کر کے پھیل جاتے ہیں، بعض حالتوں میں ان کی دیوار کمزور ہو تو پھیل کر پھٹ جاتے ہیں اور مر جاتے ہیں خلیوں کی دیوار کمزور نہ ہو، تو پھیلنے سے روکتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جو پودے کنڈوں میں لگائے جاتے ہیں، کنڈوں کے نیچے ایک سوراخ رکھا جاتا ہے، تاکہ زائد پانی باہر خارج ہو جائے، ورنہ پودے کے خلیے پھیل کی پھٹ سکتے ہیں، جب پودے کو پانی نہیں ملتا، تو خلیے سکڑنا شروع ہو جاتے اور پودا مرجھانا، کمزور پڑنا شروع ہو جاتا ہے، پھولوں، پھلوں اور پتوں میں رنگ خلیوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، زخم کو پر کرنے اور ڈالیوں اور پتوں کے ٹوٹنے کے بعد نئے خلیے پیدا ہوکر جانداروں کے زخم کو سکھاتے اور پودوں کی نئی ڈالیاں پتے پیدا کرتے ہیں، اگر خلیے تقسیم نہ ہوں تو زخم اور جلے ہوئے حصے اور ٹوٹی ڈالیاں جلد نہیں سوکھتے اور نہ بڑھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بچوں اور بڑھنے والے جانداروں اور پودوں میں خلیوں کی تقسیم کا عمل بہت تیز ہوتا رہتا ہے، جس کی وجہ سے جسامت بڑھتی رہتی ہے، اللہ تعالی نے یہ بھی ہدایت دے رکھا ہے کہ اعضاء کے اپنی اصلی شکل اور جسامت پر آتے ہی خلیوں کی تقسیم رک جاتی ہے، صرف ضرورت کے وقت یعنی بیماری یا زخم کے وقت پھر خلیے تقسیم ہوکر نئے خلیے تیار کرتے ہیں، بعض اوقات خلیے بے قابو ہوکر بے انتہا تعداد پیدا کرتے ہیں اور جسم میں جگہ پانے کے لئے عام خلیوں کو ہلاک کر دیتے ہیں اور رسولی کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ عام خلیوں کے عمل میں خلل پیدا بھی کرتے ہیں اور آئندہ چل کر کینسر پیدا کر دیتے ہیں۔ ان کو شعاعوں یا دواؤں کے ذریعہ انسان ہلاک کرتا ہے۔ یہ سب اللہ تعالی کا تخلیقی نظام ہے۔

ہارمون جانداروں اور نباتات میں باقاعدگی پیدا کرتے ہیں

خلیوں کے علاوہ اللہ تعالی جانداروں اور نباتات میں ہارمون (Hormone) کا نظام بھی رکھا ہے، جو جانداروں اور نباتات کی نشو ونما میں باقاعدگی پیدا کرتے ہیں۔ غدود سے نکلنے والے مادے ہارمون کہلاتے ہیں، جو راست خون میں شامل ہو جاتے ہیں اور ان کا اثر جسم کے اعضاء پر ہوتا ہے۔

جسم کی ساخت کو بڑھانے اور گھٹانے ،قد کو لمبا کرنے یا قد کو گھٹانے ،جسم کو دبلا وموٹا کرنے اور بھرپور جوان ہونے میں غرض کامل مرد یا عورت ،نر یا مادہ بنانے میں ان کا عمل دخل بہت ہے۔جسم کے کسی نظام کو تیز یا سست کرنے میں بڑا رول ہوتا ہے، پودوں میں جیسے جیسے پودے بڑھتے رہتے ہیں، اس کو نیچے پھیلنے نہیں دیتے ،یہی وجہ ہے کہ پودا بڑھتے ہوئے تنا پر ڈالیاں اور پتے نکلنا ختم کر دیتا ہے، یہ ڈالیوں کے کونوں پر ہوتے ہیں، اگر ڈالیوں کے کونے توڑ دیئے جائیں تو پودا نیچے بھی بڑھتا ہے، اگر ہارمون کی مقدار بگڑ جائے یا گھٹ جائے تو بیماریاں نمودار ہوتی ہیں، بڑھ جائے تب بھی بیماریاں وجود میں آتی ہیں، مثلاً ہارمون کے اعتدال میں ہونے سے عورت کی ماہوار صحیح رہتی ہے، ورنہ خون کے بہاؤ میں بے اعتدالی پیدا ہوجاتی ہے، ہارمونس کے بگڑنے سے عورت کو ڈاڑھی اور مونچ بھی آتے ہیں۔

سائنس کی نئ تحقیق کہ جانداروں کے جسم میں کیمیائی آلودگیوں سے بھی ہارمونس کے نظام میں بہت بڑی خرابی پیدا ہوتی ہے اور یہ کیمیائی آلودگی مختلف قسم کے ہوا، پانی اور غذاؤں اور دواؤں کے کیمیکلس سے بھی پیدا ہوتی ہے؛ چنانچہ اکثر علاقوں میں صنعتی فیکٹریوں، دوائیں بنانے والی فیکٹریوں اور سمنٹ بنانے والی فیکٹریوں سے وہاں کی آب وہوا یا پانی وغیرہ خراب ہوجاتا ہے، اس لئے کہ کیمیکلس بننے کے بعد ان کا استعمال کردہ پانی اور دھواں خارج کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے درختوں پر بھی اس کے اثرات پڑتے ہیں۔ کیمیکلس جو دواؤں سے چھوڑے جاتے ہیں زہریلے پانی، زہریلی غذاؤں سے جسم میں ہارمون کے نظام کو بگاڑ کر غصہ، نفرت، ڈر، خوف، چڑ چڑا پن کو پیدا کرنے میں بہت بڑا رول ادا کرتے ہیں ،زمین کے بعض علاقوں میں گِدھ بہت ہوا کرتے تھے، جو مردہ لاشوں اور مردہ جانوروں کو کھاتے تھے، اب ان کی تعداد کم ہوتی جارہی ہے، تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ گائے ،بھینس کو دودھ زیادہ دینے کے لئے ایک خاص قسم کا انجکشن دیا جاتا ہے، اس انجکشن کا اثر گائے ،بھینس کے گوشت میں آجاتا ہے، جب وہ مرجاتے ہیں تو گِدھ انہیں کھاتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کے انڈوں کی جلد پتلی اور کمزور ہوتی جارہی ہے۔

اور جب وہ اپنے گھونسلوں میں انڈے دیتے ہیں تو پتلی جلد کی وجہ سے 90% انڈے پھوٹ جاتے ہیں ، چنانچہ ان کی تعداد کم ہوتی چلی جارہی ہے ، گویا انسان سائنس کی ترقی کر کے اپنے اطراف کے قدرتی ماحول کو خراب بھی کررہا ہے، اسی طرح ہارمونس کے توازن کے بگڑنے سے تمام جانداروں کی صحت ، عادات اور حرکتوں میں عجیب وغریب قسم کی ناقابل فہم تبدیلیوں کا پتہ چلایا گیا۔

فلوریڈا مقام کی ایک جھیل میں مگرمچھوں نے انڈے دینا چھوڑ دیا ہے، ان کی نسل خطرے میں پڑگئی ہے، تحقیق کرنے پر پتہ چلا کہ 60% مگرمچھ کے تولیدی اعضاء سکڑ گئے ہیں۔

بعض پرندے اپنے انڈے سینے بند کردیئے، سوئیڈن ، ڈنمارک ، اسکاٹلینڈ اور آئر لینڈ میں Seal کی آبادی تیزی سے ختم ہوتی جارہی ہے، تحقیق سہ پتہ چلا کہ تمام جانوروں کے جسم میں کیمیائی آلودگی خطرناک حد تک پیدا ہوگئی ہے ، کیمیکلز کی آلودگی سے ہارمون بگڑتے اور تولیدی اعضا میں نقائص ، بانجھ پن ،نطفوں کی تعداد میں کمی ، وقت سے پہلے بلوغیت اور بعض مخصوص کینسر کے زیادہ امکانات پیدا ہوجاتے ہیں ، مدافعتی نظام کے کمزور ہونے کے علاوہ صنفی رویوں میں بھی تبدیلی پیدا ہوجاتی ہے، بہت سے کیمیکلز کھیتوں میں پرورش پانے والے پودوں پر جراثیم کو مارنے والی ادویات ماری جاتی ہیں ، جو غذاؤں کے ذریعہ جانداروں کے جسم میں داخل ہوکر خرابیاں پیدا کرتی ہیں حالانکہ ریسرچ سے یہ پتہ چلا کہ ماں کے پیٹ میں پلنے والے بچے پر ہارمون کا ذرا سا توازن بگڑنے سے بچہ یا بچی بالغ ہونے کے بعد اس میں بانجھ پن پیدا ہوتا ہے۔ انسانوں میں اگر ہارمونس برابر ہوں تو عورت مکمل عورت ، مرد مکمل مرد بنتے ہیں اور اگر ہارمونس کا توازن بگڑ جائے تو مخنث بن جاتے ہیں اور اگر بہت زیادہ تبدیلی آجائے تو جنس بدل جاتی ہے، انسان مشینی زندگی اختیار کرکے کائنات کے ماحول کو خراب کررہا ہے۔انسانوں نے موبائل فون کے ٹاور شہروں میں لگائے جس کی وجہ سے شہروں سے کوّے اور چڑیوں کا صفایا ہوگیا۔

☆☆☆